



6

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دوائی مرکز قادیان کا بیسی تعلیمی اور تربیتی پرچم

تقدیر مہرم

ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

”میرے آخری سانس تک خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے لئے غلبہ اور ترقی اور کامیابی مقدر ہے۔ اور کوئی اس الہی تقدیر کو بدلنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس بات پر خواہ کوئی ناراض ہو۔ شور مچائے، گالیاں دے یا برا بھلا کہے۔ اُس سے خدائی فیصلہ میں فرق نہیں پڑ سکتا۔ یہ تقدیر مہرم ہے جس کا خدا آسمان پر فیصلہ کر چکا ہے۔“

(خطاب بر موقوعہ جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ ع)



ادارہ تحریریں

ایڈیٹس: نور شید احمد انور
نائب: قریشی محمد فضل اللہ

ہفت روزہ بیکر قادیان



۲۲ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ

مطابق:۔۔

۱۱ تبلیغ ۱۳۶۷ھ

۱۱ فروری ۱۹۸۸

جلد: ۳۷ شماره: ۶

شکر و تحنک

سالانہ ————— ۴۵ روپے
 ہفت روزہ ————— ۲۳ روپے
 مالک غیر بذریعہ بکری ڈاک ————— ۱۶۰ روپے
 فی پرچہ ————— ایک روپیہ
 خاص نمبر ————— دو روپے

انتخاب احمدیہ

قادیان ۶ تبلیغ (فروری) — سیدنا حضرت
 اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابعیہ اللہ تعالیٰ
 بنصرہ العزیز کے بارہ میں مختلف ذرائع سے ملنے والی
 اطلاعات منظر ہیں کہ حضور پر نور اللہ تعالیٰ
 کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔ اجاب
 کلام التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ
 اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب آقا کا ہر کام پر حامی
 و ناصر ہو اور حضور پر نور کے دروہ مغربی افریقہ
 کو ہر جہت سے کامیاب اور بابرکت کرے
 آمین۔

● محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
 ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ
 آج رات نوبتے ربوہ سے واپس قادیان
 تشریف لے آئے ہیں اور عنقریب شمالی
 ہند کی بعض جماعتوں کے دروہ پر روانہ
 ہونے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر
 میں آپ کا حامی و مددگار ہو۔ آمین۔
 ● مقامی طور پر جلد رویش ان کرام واجاب
 جماعت بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت سے ہیں
 الحمد للہ۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



زندہ جاوید نام اور کارنامے

یوں تو اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو اس کی استعداد کے مطابق مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ مگر ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک دنیا میں پیدا ہونے والے ہر بابر ان انوں کے مجموعہ میں معدود سے چند فیض رساں وجود ہی ایسے دکھائی دیتے ہیں جنہوں نے اپنی خدا دار روحانی، اخلاقی ذہنی اور جسمانی صلاحیتیں بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے وقف کر کے غیر معمولی نوعیت کی حاصل نمایاں خدمات سر انجام دیں اور خالق کائنات کی لافانی محبت اور دائمی خوشنودی کے مورد بن کر ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید ہو گئے۔ تاریخ کے صفحات میں جلیل القدر اور مہتمم با نشان کار ہائے نمایاں کے انمٹ نقوش ثبت کرنے والے ایسے ہی خوش نصیب اور نابغہ روزگار وجودوں کی نسبت اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتے ہیں۔

كُلُّ مَنْ عَلَّمْنَا فَانَّهُ رِبِّيُّنَا وَجِهَةٌ رَبِّيُّنَا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (رحمن: ۲۴) یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات کے سوا مادی اعتبار سے دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ البتہ روحانی اعتبار سے ایسے نافع الناس وجودوں کو بھی ابدی زندگی عطا ہوتی ہے۔ جن پر عزت اور جلال والے خدا کی خاص توجہ اور عنایت ہو۔ سو ایسے ہی مقدس اور برگزیدہ وجودوں میں سے ایک پیارا وجود سید پاک کی شبانہ روز دعاؤں کا شیریں ثمر آپ کا وہ صاحب شکوہ اور عظمت و دولت موعود نخت جگر بھی تھا جو خدائے واحد و یگانہ کی قدرت، رحمت اور قربت کے مہتمم با نشان آسمانی نشان کے طور پر ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دنیا میں جلوہ گرہوا اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے سائے میں جلد جلد پروردان چڑھ کر ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو خلافت احمدیہ کے رفیع الشان آسمانی منصب پر فائز کیا گیا۔ جسکی مقدس پیدائش بھی بلا شک و شبہ اللہ تعالیٰ کی معجزانہ قدرت نمائی کی زندہ و تابندہ دلیل تھی اور جس کی ۷۶ سالہ پاکیزہ زندگی بھی دین حق کی تائید میں عظیم الشان کارناموں سے عبارت ہونے کی وجہ سے بے شمار آسمانی نشانات کی حامل تھی۔

- جماعت احمدیہ میں خلافت کے بابرکت آسمانی نظام کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے انتخاب خلافت کے لئے مستقل طریق کار کی تعیین۔
- کمال فرسٹ اور اولوالعزمی کے ساتھ جماعت میں رونما ہونے والے اندرونی اور بیرونی فتنوں کا استیصال۔
- جماعتی شیرازہ بندی کیلئے مرکزی اور مقامی اجتماعوں کا قیام۔ ● جماعت کے ہر طبقہ کی بہترین رنگ میں تربیت کر کے اسے مستقبل کی اہم ترین ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے قابل بنانے کے لئے علیحدہ علیحدہ ذیلی تنظیموں کی تشکیل ● ارشاد ربانی وَشَاوَرَهُمْ فِي الْأُمْرِ كَيْ تَعْمَلَ فِي سَلَاةٍ مجلس شورئى کا انعقاد۔ ● باہمی تنازعات کے تصفیہ کے لئے مرکز سلسلہ میں دارالقضاء کا قیام اور جماعتوں میں اس کے ماتحت قاضیوں کا تقرر
- کلام اللہ کے مرتبہ کے انہماک کے لئے قرآن حکیم کی انتہائی لطیف جامع اور پر معارف تفسیر ● انسانی معاشرہ کے ہر اہم پہلو پر حاوی بے شمار بھیرت افروز خطبات اور معرکہ آراء تصانیف۔ ● انکاف عالم میں مستقل بنیادوں پر تبلیغ و اشاعت دین کا وسیع نظام قائم کرنے کے لئے "تحریک جدیدہ" کا بابرکت جنم
- ۱۹۴۷ء کے پر آشوب ابتدائی مقامات مقدسہ قادیان کی حفاظت اور ربوہ جیسے عالمگیر شہرت کے حامل دوسرے فعال دینی مرکز کی تعمیر
- بیرونی ممالک میں سینکڑوں مساجد دیار تبلیغ اور طبی و تعلیمی مرکز کا قیام۔ ● دنیا کی متعدد اہم زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کی بکثرت اشاعت اور
- اندرون ملک دیہی علاقوں میں پیغام حق پہنچانے اور دیہاتی جماعتوں کی تعلیم و تربیت کے لئے وقف جدیدہ کی بابرکت تحریک۔

سیدنا حضرت محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی یہ اور اسی نوع کی بے شمار دوسری جمیل القدر خدمات اسلام و احمدیت کی روز افزوں ترقی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں جنہیں مستقبل کا کوئی بھی مورخ فراموش نہیں کر سکتا مگر خود حضور رضی اللہ عنہ نے ۲۸ دسمبر ۱۹۶۱ء کو جلد سالانہ ربوہ کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"میں خدا کے فضلوں پر بھروسہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ میرا نام ہمیشہ دنیا میں قائم رہے گا اور گو میں مر جاؤں گا مگر میرا نام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ خدا کا فیصلہ ہے جو آسمان پر پہنچا ہے وہ سیکر نام اور کام کو دنیا میں قائم رکھے گا۔
 (روحانی خطاب ص ۱۵)

زمانہ شاہد ہے کہ قدرت و رحمت اور قربت کے فہم نشان سیدنا حضرت محمود المصلح الموعود کی جاری فرمودہ یہ تمام تحریکات خدا کے دین اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شوکت کے قیام کا بہترین ذریعہ نہیں جن کے نتیجہ میں کھوکھلا سید روحوں کو حقہ گوش اسلام ہونے کی سعادت ملی اور ان گنت قوموں نے انوار و برکت سادای سے وافر حصہ پایا

گویا حضور رضی اللہ عنہ جسمانی طور پر ہم میں موجود نہیں مگر روحانی اعتبار سے عزت اور جلال والے خدا کی نظر عنایت نے آپ کو کبھی حیات جاودانی عطا فرمائی ہے اور جماعت احمدیہ کو روز افزوں ترقیات سے ہمکنار کرنے والی حضور کی جاری فرمودہ بابرکت تحریکات آج بھی آپ کے سینہ صافی میں موجزن اس دلی تڑپ اور خواہش کو آشکار کر رہی ہیں کہ:

"ایک تپش ہے جو مجھے آنکھوں پہرے ترار رکھتی ہے میں مسلمانوں کو ان کی ذلت سے اٹھا کر عزت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں میں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا چاہتا ہوں میں پھر قرآن کی حکومت دنیا میں قائم کرنا چاہتا ہوں میں نہیں جانتا کہ یہ بات میری زندگی میں ہوگی یا میرے بعد لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ میں اسلام کی بلند ترین عمارت میں اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ لگانا چاہتا ہوں۔ یا اتنی اینٹیں لگانا چاہتا ہوں جتنی اینٹیں لگانے کی خدا مجھے توفیق دیدے۔
 (تقریر جلد سالانہ ۱۹۶۷ء ص ۱۶)

۲۰ فروری کا مقدس تاریخی دن جہاں ہمیں ہر سال ایک مہتمم با نشان آسمانی نشان کے کمال آب و تاب کے ساتھ پورا ہونے کی یاد دلاتا ہے وہاں ہم سے اس بات کا تقاضا بھی کرتا ہے کہ ہم امام عالی مقام سیدنا حضرت محمود المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی جاری فرمودہ تمام بابرکت تحریکات اور ان کے پس پشت کار فرما حضور کی شدید دلی تڑپ کو اپنے دلوں میں جگر دیں اور خوشی کے ان بیش قیمت لمحوں میں ان ذمہ داریوں کو بھی پیش نظر رکھیں جو اس عظیم الشان نشان صداقت کے ظہور کے نتیجہ میں ہر فرد جماعت پر عائد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین: (خورشید احمد انور)

يُؤْتِي الْاِنْسَانَ رِضًا مِّنْكَ فِي سَعْيٍ مَّجْدُودٍ
 (الہام ہیندک حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قدرت رحمت اور قدرت الہی کا مظہر ابوالشاشانی نشان

پیشگوئی مصلح موعود کی پرشکوہ الہامی عبارت

اولیٰ ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیار پور چالیس روزہ گوشہ نشینی اور عاجزانہ و متضرر دعاؤں کے نتیجہ میں متعین بانی
 سلمہ عالیہ حمید سیدنا حضرت آدم کی مسیح موعود و مہدی معبود علیہ السلام کو جن پر شکرت الہامی الفاظ میں ایک
 اولوالعزم اور ذلیل اللہ فرزند عطا ہوئی کی بشارت دی گئی وہ تاریخ اہمیت میں پیشگوئی پر موعود کے نام سے موسوم
 ہیں۔ ذیل میں اس اہمیت با نشان آسمانی بشارت کا مکمل متن ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام "مصلح موعود" کے بارہ میں عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-
 "خدا نے رحیم و کریم نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُهُ وَعَظَمَ اسْمُهُ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کسے فرمایا کہ میں تجھے
 ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سزا اور تیری دعاؤں کو
 بپسائی قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور
 قدرت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر
 تجھ پر سلام خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پائیں اور وہ جو قبر و میس دے پڑے ہیں باہر آویں
 اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام
 نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے
 ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ
 کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجہ اور
 پاک بڑ کا تجھے دیا جائیگا۔ ایک زکی غلام (بڑ کا) تجھے ملے گا۔ وہ بڑ کا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا جو بصورت پاک بڑ کا
 تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنوا ئیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ جس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے مبارک
 وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب کبر اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا
 اور اپنے مسیحی نفس اور روح اسی کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے
 کلمہ تجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت زہین و ہمیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے
 معنی سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والاخر مظہر الحق والعلیہ کان اللہ
 فزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر
 سے مسح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور
 زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ و کان

نقطہ منہ

اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن میں غیر معمولی برکتیں رکھی ہیں

جب تک ہم نظامِ جمعہ کا پورا احترام نہیں کریں گے اس وقت تک ہماری تربیتی کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں

الجماعت نے اپنے بچوں کو حفاظت کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے پر جمعہ کو اہمیت دینے اور اسے!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ کیم صلح (جنوری) ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبدالحمید صاحب، غازی علی گڑھ، گیس ہال روڈ لندن کا مرتب کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر خدیان لاہور پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے۔ (ایڈیٹر)

رکعتوں والا دن ہے اور غیر معمولی رحمتوں اور برکتوں کا موجب ہے۔ پس نئے سال کا آغاز جمعہ سے ہو رہا ہو تو اس میں ہمارے لئے ۹۰ خوشیاں اکٹھی ہو گئیں۔ لیکن ان خوشیوں کے ساتھ ایک غم،

ایک فکر کا احساس

بھی شامل ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جہاں تک میں نے جائزہ لیا ہے جماعت احمدیہ کے سبھی تمام افراد نہ صرف یہ کہ جمعے کی برکتوں سے پوری طرح واقف نہیں بلکہ بہت سے ایسے میں جو جمعے کے فرض کی ادائیگی ہی سے غافل ہیں اور ایسے لوگ دنیا میں ہر جگہ موجود ہیں۔ پاکستان میں نسبتاً کم ہوں گے بہت کم بھی کہہ لیں تب بھی ایک اتنی بڑی تعداد ضرور موجود ہے جمعہ نہ پڑھنے والوں کی، جو جماعت احمدیہ کے معیار کے لحاظ سے کسی طرح بھی قابل برداشت نہیں۔ اور غیر مالک میں تو یہ نسبت بہت زیادہ خطر ناک حد تک بڑھ جاتی ہے۔ جہاں جماعتوں کا پھیلاؤ ملک کے پھیلاؤ کی طرح بہت زیادہ وسعت اختیار کر گیا ہے۔ لیکن تعداد تھوڑی ہے وہاں کئی قسم کے مسائل پیش آتے ہیں۔ جمعہ پڑھنے کے لئے جماعت کو جو جگہ میسر آئے وہ مسجد ہو یا کسی گھر کا کمرہ ہو وہ عموماً لوگوں کے گھر سے دور ہوتی ہے۔ کیونکہ پھیلاؤ کے ساتھ اگر تعداد بڑھے تو پھر لوگوں کے درمیان بہت فاصلے حاصل ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے خاص طور پر امریکہ میں دیکھا ہے، بعض جگہیں جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہے وہاں بعض لوگوں کو سٹو، سٹو، سٹو میل کا سفر کر کے آنا پڑتا ہے۔ ایک جگہ ایسی تھی جہاں ایک ڈاکٹر صاحب صرف اس وجہ سے جمعہ پڑھ سکتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ذاتی جہاز دیا ہوا تھا۔ ورنہ ان کے لئے روزانہ صبح موٹر کے ذریعے مسجد تک پہنچنا ممکن ہی نہیں تھا۔

تو میرا مطلب یہ ہے کہ جب ملک وسیع ہو جائے، جماعت بھی ملک کے ساتھ ہی پھیلے گی۔ جغرافیائی طور پر ملک میں ہر طرف اکہیں نہ کہیں جماعت کے افراد موجود ہوں گے۔ لیکن اگر تعداد زیادہ نہ ہو تو پھر سچ میں خلا بہت بڑھ جاتے ہیں۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور پر نور نے سورۃ الحجۃ کی درج ذیل آیات تلاوت فرمائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَوَدَّى لِبُصَلَاةٍ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۚ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۚ وَاذْكُرُوا اللَّهَ نَسِئَةً ۚ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا فَلْيَضْحَكُوا بِهَا ۚ إِنَّهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِنَ الْمَالِ وَالْبَعَارِ ۚ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝

آیت: ۱۰، ۱۱، ۱۲

اور پھر فرمایا:-

آج نئے سال کا پہلا دن ہے اور یہ پہلا دن جمعۃ المبارک سے شروع ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جمعے میں غیر معمولی برکتیں رکھی ہیں۔

اور اس دن کے لئے ہمیں سال بھر کا انتظار نہیں کرنا پڑتا بلکہ ہر جمعے کے روز جمعہ نئی برکتیں لے کر آتا ہے اور مومن کو اپنے گھروں سے ہونے والی مقامات کو دو بارہ مال کرنے میں مدد دیتا ہے اور نئی منازل کی طرف بڑھنے کے لئے اشارہ کرتا ہے اور بعضوں کا ہاتھ پکڑ کے ان کو نئی منزل کی طرف آگے بڑھا بھی دیتا ہے۔ صرف بڑھنے میں مدد نہیں کرتا، بڑھنے کی طرف توجہ ہی نہیں دلاتا بلکہ عملاً بہت سے مومن ایسے ہیں جو جمعہ کی برکت سے کئی نئی مسافرتیں طے کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ جو جمعے کی برکتیں ہیں، یہ عموماً لوگوں کی نظر سے مخفی رہتی ہیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کی طرف بارہا مسلمانوں کو توجہ دلائی اور اس مضمون پر روشنی ڈالی کہ جمعے میں کتنی برکتیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جمعے سے لے کر عصر کے وقت تک ایسی مبارک ساعتیں ہیں کہ جن میں توں کی ہر دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اور اس کے جمعے کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت رنگ میں جو کچھ فرمایا ہے، یہ ایک طویل مضمون ہے لیکن خلاصہ کلام یہی ہے کہ مومنوں کے لئے جمعے کا دن بہت ہی اہمیت

ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدائیں ہیں

(مثنوی)

27-0441

GLOBEXPORT

پیشکش: گلوبے ربرینومی کچرز ایٹ ریندر انٹرنیٹ کالکٹ ۳۰۰۰۰۰۰

تو اس کا ایک مظاہرہ اس طرح ہوا کہ چرچ عبادت کرنے والوں سے خالی ہونے شروع ہو گئے۔ بڑے بڑے وسیع چرچ جو کسی زمانہ میں آباد ہوا کرتے تھے وہ اتنے خالی ہوئے کہ بالآخر ان کی انتظامیہ کو ان چرچوں (گر جاگروں) کو بیچنا بھی پڑا۔ اور یہ رجحان عہدوں میں جا کر مکمل ہوا کرتا ہے۔ مسلمانوں میں بھی

ایک زمانے میں مساجد غیر معمولی طور پر آباد ہوا کرتی تھیں

اور نتیجہ یہ نکلا کہ باوجود اس کے کہ اُس زمانے میں جن شہروں میں وہ مسجدیں آج ملتی ہیں، مسلمان نسبتاً کم تھے، تب آبادیاں کھوڑی تھیں، لیکن مسجدیں اتنی وسیع بنائی ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ بڑی بھونگی کے ساتھ تھے کا دن لیا کرتے تھے اور اُس دن کے تقاضے پورے کیا کرتے تھے اور اکتھے ہوا کرتے تھے۔ ورنہ اتنی بڑی وسیع مسجدوں کا ان شہروں میں موجود ہونا کوئی معلومت نہیں رکھتا۔ کوئی حکمت نہیں رکھتا چنانچہ لاہور کی جامع مسجد آپ دیکھیں تو حیرت ہوتی ہے۔ کتنی وسیع مسجد ہے اور وہ سال میں کبھی عید کے دن بھرتی ہے اور عام جمعوں میں اُس کا اکثر حصہ خالی رہتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اُس زمانے میں جمعے کا احترام بہت زیادہ تھا۔ اور لوگ بڑی کثرت سے جمعے پر ہوا کرتے تھے۔ شاذ و ہی کوئی ہوگا جو جمعے کے دن کسی معذوری کی وجہ سے مسجد تک نہ پہنچتا ہو۔ ورنہ ہر آدمی، جس کو توفیق تھی وہ جمعے پر ہوا کرتا تھا۔ اور اب پاکستان جیسے اسلامی ملک میں بھی، جہاں اسلام پر عزم معمولی زور دیا جاتا ہے ایک بڑی تعداد جمعے کے دن بھی کلمتہ جمعے سے خائف رہتی ہے، اور مسجد جانا بھی عموماً غریبوں کا کام سمجھا جاتا ہے اور غریبوں میں سے بھی سب کا نہیں غریب کا فرقہ ایک طبقہ مسجد میں پہنچتا ہے ورنہ باقی غریب اپنے دوسرے کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ جا کر دیکھیں

تو آپ حیران ہوں گے کہ بعض دفعہ جمعے کے دن سینما کا ایک پروگرام ہوتا ہے جسے میٹنی (MATINEE) شوقیتے ہیں۔ وہ کم بیش جمعے کے وقت ہی رکھا جاتا ہے اسی دن آپ مسجدوں کے پاس سے گذریں تو ان کے باہر آپ کو کم مسلمان دکھائی دیں گے۔ اور میٹنی شو میں جاتے ہوئے آپ کو کہیں زیادہ کثرت کے ساتھ ہجوم دکھائی دیں گے۔ جبے یاد ہے ایک دفعہ کراچی میں وکٹوریہ روڈ کی مسجد سے جمعے پر چھو کر ہم واپس جا رہے تھے تو آگے سڑک بلاک (CROSS) ہوئی ہوئی تھی۔ جب میں نے پوچھا کہ یہ ہجوم کس وجہ سے ہے تو پتہ لگا کہ آگے ایک فلم کا میٹنی شو تھا جس کو دیکھنے کے لئے لوگ قطار بنا کر کھڑے ہوئے تھے۔ یہ قطار کوئی فرلانگ بھر رہی ہوگی۔ لیکن مسجدوں کے سامنے کوئی نہیں تھا۔ ایک دفعہ میں نے ویسے بھی مسجد کی CAPA ۳۷ کا مائٹرو لیا۔ تو مجھے یہ جان کر بڑا تعجب ہوا کہ مسجدوں میں مہیا کردہ کل رقبہ وہ ایک شہر میں جتنے افراد جمعے پڑھنے کے آئے ہیں۔ ان کی ضرورت سے کہیں کم ہے۔ اگر کسی شہر میں بسنے والے سارے مسلمان جمعے پڑھنے کے لئے مسجدوں میں داخل ہونے کی کوشش کریں تو دو تہائی یا کم از کم نصف ایسے ہوں گے جن کو مسجد میں جگہ مل ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ پوری طرح گھٹ کر گھٹ کر بیٹھیں، تب بھی مسجدوں میں اتنی جگہ ہی نہیں ہے کہ وہ سارے شہر

اس لئے جمعے پڑھنے کی راہ میں ایک طلحی روک جائے۔ لیکن اس روک کے علاوہ اس سے بھی زیادہ خطرناک روک یہ ہے کہ اکثر عیسائی ممالک میں، بلکہ غالباً تمام عیسائی ممالک میں جمعے کے روز کوئی رخصت نہیں ہوتی اور اسی کے مقابل پر اتوار ہی کو نہیں بلکہ ہفتے کو بھی رخصت دی جاتی ہے۔ تو مسلمانوں کو کوئی رخصت ایسی نہیں ملتی جس میں وہ سمجھیں کہ آج ہمارا مذہبی دن ہے اور اسے ہم نے فالو کرنا ہے۔ ننگ میں ستانا ہے۔ جمعے ایک عام دن کی طرح آتا ہے اور گذر بھی جاتا ہے۔ اور ان مغربی ممالک میں بسنے والے بہت سے اٹھری، یاد دوسرے مسلمان اس کی اہمیت سے اتنے بھی واقف نہیں کہ بسا اوقات ان کو یہ بھی یاد نہیں ہوتا کہ آج جمعے کا دن ہے۔ چنانچہ انگلستان ہی کا واقعہ ہے یہاں ایک جمعے کے موقع پر جس دن رخصت بھی تھی، جب جماعت کے صدر نے پتہ کیا کہ بہت سے لوگ جو مسجد میں جمعے کے لئے نہیں آئے وہ کیوں نہیں آئے تو بہت سے اٹھریوں نے ان کو جواب دیا کہ اوہو! یہ جمعے کا دن تھا! ہمیں پتہ ہی نہیں لگا۔ یعنی روزمرہ کے کاموں میں جمعے کے دن کو کوئی بھی اہمیت حاصل نہیں۔ جمعے ایک عام دن کی طرح آتا اور گذر جاتا رہا۔ اس لئے ان کو اس بات کا قطعاً خیال ہی نہیں آیا کہ آج ہمیں جمعے کی وجہ سے رخصت بھی ہے اس لئے ہمیں مسجد میں پہنچنا چاہیے۔ چنانچہ جب میں امریکہ گیا تو اس صورت حال نے مجھے بہت ہی پریشان کیا کیونکہ وہاں بچوں کی اور جماعت کی عمومی تربیت کے سلسلے میں میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ جب تک ہم جمعے کی اہمیت کو جماعت کو پوری طرح سمجھاتے نہیں اور

نظام جمعہ کا پورا احترام

نہیں کرتے۔ اس دن باقاعدہ عبادت کے لئے اگٹھے نہیں ہوتے اُس وقت تک ہماری تمام دیگر تربیتی کوششیں کامیاب نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود مومن کی تربیت کے لئے جمعے کا دن رکھا ہے اور ہر مذہب کیلئے خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی اجتماعی دن ایسا ضرور رکھا ہوتا ہے کہ جس میں اس مذہب کے ماننے والوں کی تربیت ہوتی تھی۔ وہ اگٹھے ہوتے تھے ان کو نئی زندگی ملتی تھی، پڑانے داغ ہونے کا موقع ملتا تھا اور بہت سی دیگر برکتیں اُس دن کی وجہ سے نصیب ہوتی تھیں۔ چنانچہ یہود کے لئے ہفتے کا دن مقرر تھا اور اُس دن کو شہر معمولی اہمیت حاصل تھی۔ چنانچہ قرآن کریم نے ہفتے کے دن ان کے عدم احترام کے نتیجے میں ان کا ملعون ہونا بیان فرمایا ہے۔ ان پر اس لئے لعنت پڑی، ان کے دلوں پر اس لئے مہر پڑی۔ اور دیگر جو باتیں ہیں۔ سے ایک یہ تھی کہ وہ ہفتے کے دن کا احترام نہیں کرتے تھے۔ عیسائیوں کے لئے یہ اتوار کا دن ہے اور جہاں اب میں نے جائزہ لیا ہے عیسائیت کے زور رہنے کی اب تک بڑی وجہ اتوار کا دن ہے۔ اگر اتوار کا دن نہ مینا جاتا تو عیسائیت کب کی مرچکی ہوتی۔ اتوار کے دن ساری قوم کو چھٹی ہوتی ہے۔ بچے، اچھے کپڑے پہن کے تیار ہوتے ہیں۔ ماٹینی ان کو ساتھ لے کر گر جاگروں میں جاتی ہیں اور یہ انسٹی ٹیوشن (INSTITUTION) عیسائیت کو زور دہ رکھنے میں بہت ہی مددگار ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ جب دیگر عوامل کی وجہ سے عیسائیت طلحی موت مرنا شروع ہوئی، یعنی ظاہری طور پر عیسائی ہوتے ہوئے بھی بہت سے عیسائی مغلطاً عیسائی نہیں ہے

ملک بیری سلسلے کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

(الہام سیدنا حضرت شیخ سعید علیہ السلام)

پیشکش سے: عبد الرزاق و عبد الرؤف مالکان حمید ساری، امارٹے، صالح پور، گٹک (اڑیسہ)

کے تمام لوگوں کو سمیٹ سکیں۔ پھر بعض جگہوں میں خواتین بھی جاتی ہیں۔ احمدی خواتین میں تو خاص طور پر مسجد میں جانے کا رواج ہے۔ ان کے لئے تو جگہ بنانے کا بالکل کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ یہ بہت ہی قابل فکر رجحان ہے۔

جمعے کو اسلام میں اتنی اہمیت حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اس کے مثبت پہلو بیان فرمائے ہیں۔ وہاں جمعہ نہ پڑھنے کے نتیجے میں جو منفی پہلو بیان فرمائے ہیں وہ دل کو بہت ہی ڈرانے والے ہیں۔ میں ان میں ابھی چند پہلوؤں کا ذکر کروں گا۔ لیکن اس سلسلے میں میں آپ کو پہلے قرآن کریم کی ان آیات کو یہ کہہ کر مطلب بتانا ہوں۔ جو میں نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، جب بھی جمعے کے دن نماز کے لئے بلایا جائے، تو خدا کے ذکر کے لئے دوڑتے ہوئے چلے آیا کرو۔ اور تجارت کو چھوڑ دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے۔ کاش کہ تم جانتے، کاش کہ تمہیں خبر ہوتی کہ اس میں کتنی برکت ہے۔ ہاں جب نماز ختم ہو جائے، نماز سے فارغ ہو جاؤ، پھر بے شک زمین میں پھیل جایا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ سے فضل چاہو۔ اور اپنے کاموں میں مصروف ہونے کے ساتھ ساتھ ذکر الہی بھی کثرت سے کرتے رہو۔ تاکہ تم نجات پاؤ، کامیابی حاصل کرو۔ (۱۱: ۱۰، ۱۱)

یعنی مومنوں کو جمعے کے دن کام سے نہیں روکا ہوا۔ خصوصاً نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد۔ لیکن ذکر الہی کی طرف توجہ دلا کر فرمایا کہ جمعے کی عبادت کا دن کا صرف نماز کے ساتھ ہی تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ سارا دن بھی عبادت کا دن ہے۔ اس لئے جب تم کاموں میں مصروف ہو کر دو اس وقت بھی کثرت سے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرو۔۔۔۔۔

آگے فرمایا (۱۲: ۶۲) عربی گرامر کے لحاظ سے

اس آیت کے دو ترجمے

ممكن ہیں۔ جب ماضی کا ضمیر ہو اور اس سے پہلے اذکار لکھائے تو وہ ماضی کو مستقبل میں بدل دیتا ہے۔ یعنی عربی زبان کے محاورہ کے لحاظ سے مضارع میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اور مضارع میں حال کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ اور استقبال کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔ پس اس آیت کا ترجمہ بھی ہو سکتا ہے کہ۔ یہ لوگ جب کوئی تجارت دیکھتے ہیں یا کھیل تماشا دیکھتے ہیں اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں، اس کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے خدا کی عبادت میں مصروف اکیلا چھوڑ دیتے ہیں۔ تو کہہ دے جو خدا کے پاس ہے وہ کھو یعنی کھیلوں، مشاغل اور دلچسپیوں سے بہتر سے اور تجارت سے بھی بہتر ہے۔ اور اللہ بہت بہتر رزق دینے والا ہے۔

اس آیت کے پہلے حصے کا دوسرا ترجمہ مستقبل کے لحاظ سے یہ ہوگا کہ "یہ لوگ جب کوئی تجارت دیکھیں گے یا کوئی دلچسپی کا مشغلہ دیکھیں گے، اکیلا کھڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔ اور اس کی طرف مائل ہو جائیں گے تو کہہ دے کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ کھو سے بھی اور تجارت سے بھی بہتر ہے۔"

اس آیت کا عموماً ترجمہ یہ لکھا جاتا ہے یعنی جمعے کے دن یہ لوگ جب کوئی کھیل تماشا یا تجارت دیکھتے ہیں تو مجھے اکیلا چھوڑ کر اس کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ میں نے ساہا سال پہلے لاہور میں جمعے کے وقت اس مضمون کو لکھا تھا تو وہ دلچسپ دلائی تھی۔ کہ میرا دل اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ تاریخ اسلام میں اس بات پر کوئی گواہی دیتی ہے کہ نفوذ اللہ میں ذلت۔ عادتاً مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور اہل بیت کے تربیت یافتہ مسلمان آپ کو چھوڑ کر کھیل تماشا کی طرف دوڑ جاتے ہوں اور جمعے کے دن آپ کو اکیلا چھوڑ جاتے ہوں۔ احادیث میں جو روایات ملتی ہیں ان سے

تو صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارے پر، آپ کی ایک دعوت پر لوگ ہر دوسرے کام کو چھوڑ کر جوق در جوق آپ کی طرف دوڑے آیا کرتے تھے یہاں تک کہ نہایت ہی خطرناک وقتوں میں بھی انہوں نے اپنی اطاعت کی اس روح کو زندہ رکھا اور اپنے جسموں کے مرنے کی کوئی پروا نہیں کی۔ چنانچہ

جنگ حنین کے وقت ہم یہ نظارہ دیکھتے ہیں۔

کہ ایک موقع پر جب لشکر اسلام کے پاؤں اکھڑ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد سوائے گنتی کے چند صحابہ کے اور کوئی میدان میں کھڑا نہ رہ سکا اس وقت مختلف صحابہ نے آوازیں دے کر مسلمانوں کو بلانا شروع کیا لیکن ایسا زور کا ہر بلا تھا ایسا نازک وقت تھا کہ اکھڑے ہوئے پاؤں جمتے نہیں تھے اور دوڑتے ہوئے سپاہی واپس نہیں آ سکتے تھے۔ اس وقت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ ٹھہرے ہوئے غلاموں کو یہ تاکید فرمائی کہ ان کو یہ کہو کہ خدا کا رسول تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے اور یہ اعلان کرتے چلے جاؤ کہ خدا کا رسول تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے۔ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے کانوں میں جب یہ آواز پڑی تو پھر کوئی اور ہوش نہیں رہا سوائے اس کے کہ ہم نے ہر قیمت پر واپس جانا ہے۔ چنانچہ بعض صحابہ روایت کرتے ہیں کہ ہماری وہ سواریاں جو اتنی منہ زور ہو چکی تھیں، ایسی بھگدڑ پھٹی ہوئی تھی کہ سواروں کو بھی کوئی ہوش نہیں رہی تھی۔ ہم نے اپنی تلواریں نکال کر ان کی گردنیں کاٹ دیں، اور پیدل حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑنے لگے جس عبادت کی قربانی اور اطاعت کا یہ نظارہ اور یہ معیار ہوا، اس کے متعلق یہ تصور کر لینا کہ جمعے کے دن کھیل تماشا یا تجارت کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا چھوڑ کر اس طرف دوڑ جاتے ہوں یہ بات میرے دل میں جمتی نہیں۔ میری سمجھ میں آنے والی نہیں یہ بات قرآن کریم کی ایک اور آیت بھی اس ترجمے کی تصدیق فرماتی ہے جیسا کہ فرمایا۔

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ انْخُذْ هَذَا الْقَوْمَ مَجْزُورًا

کہ رسول نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اے میرے رب، میری قوم نے اس قرآن کریم کو مجبور کی طرح چھوڑ دیا ہے۔ پس جو قرآن کو چھوڑے گا وہ خدا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی چھوڑے گا۔ اور قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ واضح طور پر وہ مستقبل کی خبر تھی۔ قرآن کریم کو چھوڑنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑنا، ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ پس

اس آیت کا بھی مستقبل سے تعلق ہے

اس میں ایک نہایت ہی خطرناک فتنے کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ کہ ایسے دن آنے والے ہیں جبکہ مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیں گے اور تجارتوں کی طرف ایسے مائل ہوں گے کہ جمعے کے دن بھی ان کو جمعے کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق نہیں ملے گی۔

یہاں کلام کا ایک بڑا ہی لطیف رنگ ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ جب خدا کا رسول انہیں جمعے کی طرف بلاتا ہے۔ کیونکہ خدا کا رسول تو جب بھی اور جس طرف بھی بلاتا تھا، مسلمان دوڑے چلے آتے تھے۔ "نوری" استعمال کیا گیا کہ "جب بھی بلایا جاتا ہے" یعنی موذن کوئی بھی ہو۔ اس سے بحث نہیں ہے۔ جب بھی تمہیں بلایا جائے، تمہارے کانوں میں یہ آواز پڑنی چاہیے کہ جمعے کا دن آگیا ہے اور جمعے کے دن نماز کے لئے تمہیں اکٹھے ہونا چاہیے۔ قطع نظر اس کے کہ بلائے والا کون ہے تمہیں خدا کے ذکر کے لئے اکٹھے ہونا چاہیے۔ چنانچہ یہ نڈا سارے زمانوں پر جاری ہو جاتی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ کون بلا رہا ہے کون جمعے پر بٹھا رہا ہے۔ آج کس کی امامت میں نماز ادا ہوگی چونکہ جمعے کا دن خدا کی یاد کا دن ہے۔ خدا کی خاطر اکٹھے ہونا ہے اس لئے آواز دینے والے کو کوئی ذکر نہیں فرمایا۔ جب بھی آواز دی جائے تمہیں لبیک کہنا چاہیے اس پہلو سے بھی میں نے جماعت کو توجہ دلائی۔ مجھے یاد ہے لاہور میں میں نے انہیں کہا کہ آپ یہ نہ دیکھنا کہ جمعے کے دن کون آ رہا ہے۔ اس دن اتفاق سے میں چونکہ خدام الاحمدیہ کے صدر کی حیثیت سے یا کسی اور حیثیت میں گیا تھا۔ مجھے یاد نہیں۔ لیکن اس دن مجھے میں عام حاضری کی نسبت زیادہ حاضری تھی۔ اور مجھے یہ بتایا گیا تھا کہ آج اتنی حاضری ہے۔ تو اس کے نتیجے میں میں نے جو ترجمہ کیا وہ یہ تھا کہ یا تو ایسے علاقے کے دوست تشریف

آئے ہوں گے جو دوری مساجد میں جمعہ پڑھا کہ تھے۔ اور وہ اس لئے یہاں جمعہ پڑھنے آئے ہوں کہ انہیں خاص نصیحت کی خاطر اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے اور یہ بالکل جائز فعل ہے۔ لیکن مجھے یہ بھی خطرہ محسوس ہوا کہ

بہت سے ایسے اجری نوجوان تھے

جو عام طور پر اس مسجد میں جمعہ پڑھتے ہیں، یا جن کو اس مسجد میں جمعہ پڑھنا چاہئے تھا۔ جموں پر نہیں آئے مگر جب کوئی صدر مجلس خدام الاحمدیہ کوئی اور عہدیدار یا کوئی ناظر جماعت آجائے یا حضرت خلیفۃ المسیح جب اس زمانے میں تشریف لاتے تھے، ان کے آنے پر جمعہ کے لئے حاضر ہو جاتیں۔ یہ قرآن کریم کی اس آیت کی روح کے بالکل منافی ہے۔ کیونکہ یہاں یہ نہیں فرمایا گیا کہ جب فلاں آدمی آواز دے تو تم اکٹھا ہو جایا کرو۔ بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ جمعہ کا دن اہمیت رکھتا ہے۔ جمعہ کے دن کسی طرف سے بھی تمہارے کانوں میں آواز پڑے کہ نماز کا وقت آگیا ہے، تمہیں نماز کے لئے اکٹھے ہو جانا چاہیے۔ جمعہ کی اذان کا توحید سے بڑا کفر تصنیف ہے۔ اذان دینے والے کو نظر انداز فرمایا گیا ہے۔ اور توحید کمال کی طرف محض خدا کے نام پر اکٹھا ہونے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ مثلاً اس لندن مسجد میں کبھی وقت خلیفۃ المسیح موجود ہوتے ہیں۔ کبھی وقت نہیں ہوتے اور اس کے مطابق جمعہ کی حاضری میں فرق پڑتا ہے۔ یہ کہنا بھی بالکل ناقابل قبول ہے۔ اور یہ تصور بھی نہایت خطرناک ہے کہ ایسے لوگ جو عام حالات میں یہاں جمعہ پڑھنے آتے ہوں۔ جب تک خلیفۃ المسیح یہاں جمعہ پڑھاتا ہے وہ آتے رہیں۔ جب وہ چلا جائے تو ان مسجدی روفق میں فرق پڑ جائے۔ کیونکہ کوئی اور جمعہ پڑھانے آگیا ہے۔ سوائے اس کے کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کہ بعض لوگ اس لئے جمعے کے دن یہاں آتے ہوں یعنی باہر کے علاقوں سے کہ ویسے وہ دوسری مسجدوں میں بھی جایا کرتے تھے لیکن اس خیال سے کہ ہم براہ راست خلیفہ وقت کی بات سنیں، یہاں چلے آئیں۔ ایسے لوگوں پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ان کا یہ فعل جائز ہے۔ لیکن وہ جو خلیفہ وقت کی موجودگی میں جمعہ پڑجاتے ہیں مگر ویسے جمعہ پڑھنے ہی نہیں، ان کی حالت بڑی خطرناک ہے۔ اس مسئلہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے امریکہ میں یہ تحریک بڑے زور سے ساتھ کی کہ جمعے کے احترام کو قائم کرنا، جمعے کی عبادت کے نظام از سر نو مستحکم کرنا اور ہر احمدی کو جمعہ پڑھنے کا عادی بنا دینا، یہ اس دور کی

اس سال کی خصوصی مہم

بن جانی چاہیے۔ وہاں کے حالات کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو ان کی اولادوں کی حفاظت کی کوئی ذمہ داری نہیں دی جاسکتی۔ یہاں کے متعلق بھی اور یورپ کے متعلق بھی میں جانتا ہوں کہ اگر آپ لوگ ایسا نہیں کریں گے تو آپ کی اولادوں کے ایمان اور ان کے اعمال صالحہ کی کوئی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ میں سوچ رہا تھا کہ مجھ سے اس بار سے میں کوتاہی ہوئی اور میر ہو گئی ہے۔ مجھے بہت پہلے اس مضمون کی طرف توجہ دلائی جا چکی تھی۔ لیکن یعنی دفعہ تربیت کے مسائل پر غور کرتے کرتے ایک خیال بڑی قوت کے ساتھ دل میں ابھرتا ہے اور بعض دفعہ اس کی طرف خیال بھی نہیں جاتا۔ اس لئے بہر حال نظمی تو ہے لیکن اب جب کہ میرے دل میں یہ خیال قائم ہوا ہے اور آج جبکہ نیا سال جمعے سے ہی شروع ہو رہا ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر پورے زور کے ساتھ نصیحت کر دوں اور جماعت کو اسکی اہمیت کی طرف توجہ دلاؤں مگر جماعت نے اپنے بچوں کی حفاظت کرنی ہے ان کو دین دار بنانا ہے اور ان کو مسلمان رکھنا ہے تو جمعے کی اہمیت ان پر واضح کیے بغیر ان کو جمعے کا عادی بنانے لیں وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ یہ بزرگانک منظر ہوتا ہے کہ عیسائی بچے تو ایک دن تیار ہو رہے ہوتے ہیں چہرچوں میں عبادت کے لئے جاتے کے لئے اور مسلمان بچوں کو پتہ ہی کچھ نہیں۔ ان کی ماںیں ان کو سکول کے لئے تیار کر رہی ہوتی ہیں اور ان کو پتہ ہی نہیں کہ ہمارے ان عبادت کا بھی کوئی خاص دن ہے۔ ایسی نسل جب بڑی ہوگی تو اس کے متعلق یہ توقع رکھنا کہ وہ اسلام پر تیار ہوگی یا ان کے والدین کی اہمیت باقی رہے گی۔ یہ ایک دیوانے کی خواب ہے جس سے زیادہ ہمیں کوئی حقیقت نہیں۔ بچوں کے اوپر جمعے کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اور جمعے کا نظام ایسا ہے کہ اس میں بچے کا پہلا حصہ بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جو مسلمان ملکوں میں پل کر جوان ہوتے ہیں ان کو ہمیشہ یہ بات یاد رہتی ہے کہ جمعے کے دن ان

کو خاص طور پر نہلایا دھلایا جاتا تھا۔ دھلے ہوئے عاف کپڑے پہنانے جاتے تھے اور بعض گھروں میں تو باقاعدہ نہلانے والی مینیاں (Maiden) یا کڑی ٹھیں جو خاص طور پر پانی گرم کرتیں اور بچوں کو غسل دیتیں۔ یہ جو جمعے سے پہلے کی تیاری ہے وہ دن پر ایک گہرا اثر چھوڑتی تھی اور ایسے نقش چھوڑتی تھی جو پھر کبھی مٹ نہیں سکتے۔ بڑے اہتمام سے جمعہ پر جانا اور بڑے کرفارح سننے، اجماع کے آداب سے واقف ہونا۔ ایسے مسائل جو روزمرہ کی زندگی میں انسان کے سامنے نہیں آتے، جمعے کے دن انہیں تک پہنچ سکتے ہیں اور بچے غور سے ان کو سنتے ہیں۔ چنانچہ جب میں نے اپنی حالت پر غور کیا تو مجھے بھی یہ محسوس ہوا کہ بچپن میں سب سے زیادہ تعلیم و تربیت میں خدا کی چیز تھی تو وہ جمعہ المبارک تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہما کے خطبات آپ کے قریب بڑے کر سننے کا موقع ملتا تھا اور ان میں دینا کے تمام مسائل کا مختلف رنگ میں دکھانا چلا جاتا تھا۔ دین کا بھی، دنیا کا بھی، ان کے باہمی تعلقات کا بھی اور سیاست جہاں مذہب سے ملتی ہے۔ جہاں مذہب سے الگ ہوتی ہے ان مسائل کا بھی ذکر چنانچہ قادیان میں ہی جمعہ تھا جس کے نتیجے میں ہر کسی و ناگن ہر بڑے چھوٹے پر تعلیم یافتہ، ہر عمر تعلیم یافتہ کی ایک ایسی تربیت ہو رہی تھی جو بنیادی طور پر سب میں ختم مشترک تھی، یہی پڑھا لکھا یا ان پڑھا امیر یا غریب اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں رکھتا تھا کہ بنیادی طور پر اہمیت کی تعلیم و اہمیت کی تربیت کے علاوہ دنیا کا شعور بھی اس کو حاصل ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ بہت سے احمدی طلباء جب اپنے مختلف مقالے کے امتحانات میں اپنی تعداد کی نسبت زیادہ کامیابی حاصل کرتے تھے تو بہت سے افسر عہدہ تعجب سے اس بات کا اظہار کیا کرتے تھے کہ احمدی طلباء میں وہ کیا بات ہے کہ ان کا دماغ زیادہ روشن نظر آتا ہے ان کو عام دنیا کا زیادہ علم ہے۔ ان کے اندر مختلف علوم کے درمیان ربط قائم کرنے کی زیادہ صلاحیت موجود ہے۔ اس مسئلے کو ایک دفعہ

مولوی ظفر علی خان صاحب

نے بھی چھیڑا۔ ایک موقع پر انہوں نے کہا کہ تم مرزا احمد کو کیا متفقہ بل کرتے ہو۔ مرزا احمد نے جس طرح اپنے احمدیوں کی تربیت کی ہے، جس طرح وہ انہیں تعلیم دیتا ہے ان کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی سیاستدان یہ سمجھتا ہو کہ مجھے بڑی سیاست آتی ہے اس نے اگر سیاست میں سیکھنی ہو تو قادیان سے بیٹا لے کر کسی قادیان والے کے گھر میں بیٹھ کر سفر کرے تب اس کو سمجھ آئے گی کہ سیاست ہوتی کیا ہے؟ قادیان کا ایک بان بھی سیاستدان کو سیاست کے گڑ سمجھا سکتا ہے۔ یہ اس نے حضرت مصلح موعود کے خراج تحسین پیش کیا حالانکہ شدید دشمن تھا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ دراصل یہ خراج تحسین (INSTITUTION) کو تھا۔ جمعے کے ذریعے یہ ساری تربیت ہوتی تھی۔ ہر جمعے پر لوگ شوق سے بڑی دُور دور سے اکٹھے ہو کر آیا کرتے تھے۔ مسجد بھر جاتی تھی، زائد لوگ گلیوں میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ ہمارے گھر بھی صبح سے شام تک خواتین کا اجتماع رہتا تھا۔ صحن بند اس سے پر لاصحن بھی بھر جایا کرتا تھا خورتوں اور بچوں سے وہ سارا دن ہمارے گھر میں دوسرے غیر لوگوں کے ہجوم کا دن ہو کر رہتا تھا۔ اس سے بچان میں تکلیف بھی پختی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے بعد میں یہ ہم پر دیا کہ یہ تو ایک بہت بڑی نعمت تھی اس سے زیادہ مبارک اور کیا تکلیف ہو سکتی ہے کہ خدا کے تو کوئی خاطر لوگ گھر میں آتے ہیں اس کی وجہ سے جماعت کی نظام تربیت ایسی ہوتی ہے اور احمدی طلباء کی ایسی تربیت ہوتی کہ دنیا کے ہر ممالک میں ترقی کے زیادہ اہل ہو گئے۔ اور وہ اس پر حسد کرنے لگا کہ احمدیوں میں کوئی جلائی یا ہوشیار کی ہے کہ یہ اپنی نسبت سے زیادہ نوکریاں برکتیں حاصل کر رہے ہیں دنیا کے مفادات حاصل کر رہے ہیں حالانکہ انہیں یہ نہیں پتا تھا کہ یہ سب جمعے کی برکتیں ہیں اور ایسے جمعے کی برکتیں جہاں، خدا تعالیٰ کی طرف سے باری کردہ امامت کا نظام جلائی ہو چکا ہے جہاں حفاظت کا منصب قائم ہے ایسے ہی لفظ جلائی کے اصل کے ساتھ غرض ہوتی برکتیں پڑتی ہیں۔

تو بہر حال حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیت کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے اوپر کسی زمانے میں یہ ابتدا آتا تھا کہ جس کے نفاذ سے غافل ہو جائیں اور یہ غفلت بہت بڑی ہوتی ہے کوئی معمولی بات نہ ہوگی آج کل جماعت احمدیہ کو قائم فرمایا گیا ہے تاکہ وہ مسلمانوں کی کھوئی ہوئی عظمتیں دوبارہ حاصل کر کے دیں۔ ان کو اس پہلے مقام تک پہنچائیں جس سے وہ گھر بچکے ہیں اور جمعے کے معاملے میں ایسی بھی نہیں سمجھتا کہ ہم اس سے (باقی سلسلہ منسلک ہے)

مسلمانوں کے لئے جمعے کے دن جمعہ ادا کرنے کا حق تسلیم کر لیا گیا۔ گوہر جگہ رخصت کے دن کے طور پر اس کو حکومت کی طرف سے قبول نہیں کیا گیا۔ بلکہ بعد ازاں بھی جب پاکستان بن گیا ہے تو بہت لمبا عرصہ، بلکہ اکثر وقت، اتوار ہی کو چھٹی ہوتی تھی۔ جمعے کو نہیں ہوتی تھی۔ یہ تو ابھی چند سال پہلے کی بات ہے کہ حکومت پاکستان نے جمعے کی رخصت منظور کی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تحریک ۱۸۹۶ء میں شروع فرمائی۔ اور

عجیب حسن اتفاق ہے

کہ وہ بھی یکم جنوری کا دن تھا اور نیز اس کے کہ مجھے علم ہوتا کہ یہ یکم جنوری کو ایسا ہوا تھا، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصرف ہی ایسا ہوا ہے کہ آج مجھے خدا تعالیٰ توفیق عطا فرما رہا ہے کہ میں یکم جنوری ۱۹۸۸ء کو اس تحریک کو از سر نو شروع کرنے کے لئے جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔

یعنی آپ کو یہ تحریک دو طرح سے چلائی ہوگی۔ اول۔ جیسا کہ نظام جماعت آپ کے سامنے پروگرام رکھے گا۔ آپ اخباروں میں، خطوں کے ذریعے، دفینڈ کے ذریعے حکومت کے افسروں سے مل کر اور دیگر حوزدارانہ بھی جماعت تجویز مختلف سکولوں میں ان کی انتظامیہ سے مل کر اور دیگر حوزدارانہ بھی جماعت تجویز کرے گی، سرنگھد کے احمدی، ساری دنیا میں ایک عالمگیر مہم چلائیں کہ جمعے کے دن مسلمانوں کو جمعہ پڑھنے کا حق ملنا چاہیے۔

اس سے پہلے عام طور پر یہ رجحان پایا جاتا تھا کہ جو لوگ کوشش کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہم جمعہ تک دفتر میں رہیں گے اور جمعے کے وقت چھٹی لیکر گھر آجایا کریں گے۔ یعنی نصف دن کی چھٹی۔ لیکن

قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے

کہ پہلے حصے کی رخصت زیادہ اولیٰ ہے۔ یعنی جمعہ کی نماز کے بعد بے شک کام پر چلے جاؤ۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ **فَاذْاَقْضِيَتِ الصَّنَوٰةُ فَاَنْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (سورۃ الجمعہ: ۶۲)**

کہ جب تم جمعے سے فارغ ہو جایا کرو تو پھر بے شک زمین میں پھیلو اور اپنے روزمرہ کے کام کیا کرو۔ یہ یہودیوں کی طرح کا سبت کا دن نہیں ہے۔ اور چونکہ گھر کے ماحول میں جمعہ کا دن اگر خاص طور پر رخصت کے طور پر منایا جائے۔ گھر کے ماحول میں بہت گہرے طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اور بچوں کی تربیت اچھی ہوتی ہے۔ پھر آپ نے نہانا بھی ہے، پھر ذکر الہی بھی زیادہ کرنا ہے، قرآن کریم بھی زیادہ پڑھنا ہے اور بھی ایسی بہت سی باتیں ہیں جو رخصت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس سے بہت زیادہ برکت ملے گی۔ اس لئے اگر نصف دن بھی لینا ہو تو تحریک چلائی جائے کہ جمعے تک پہلا حصہ رخصت کا ہوگا۔ ہم جمعے کے بعد زیادہ وقت بیٹھ جائیں گے یا آدھے دن کی تنخواہ کاٹ لو۔ لیکن ہم نے جمعہ ضرور پڑھا ہے۔ یہ تحریک ہونی چاہیے۔ اب آپ یہ تحریک حکومت کے سامنے کیسے رکھیں گے اگر آپ کا پناہ عمل نہ ہو۔ آپ جمعے سے بالکل غافل ہوں اور کوئی پرواہ نہ کر رہے ہوں تو یہ تحریک کیسے آگے جاری کریں گے۔ اس لئے یہ بہت ہی اہم ہے کہ آپ کو پہلے اپنے جمعوں کی ادائیگی کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ جماعت کے ہر فرد پر یہ بات واضح کر دینی چاہیے کہ جمعے کے بغیر اس کی کوئی زندگی نہیں ہے اور بچوں کو بھی سکول سے اس دن کے لئے رخصت لے کر دینی چاہیے۔

جب میں نے یہ باتیں مجلس شوریٰ امریکہ میں چھپرائیں

تو اس وقت مجھے یاد ہے، دوستوں نے بتایا کہ پہلے ہم بھی جمعہ نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب ہمیں جمعے کی اہمیت کے بارے میں آواز پہنچی تو ہم نے یہ تجربہ کیا، جس کمپنی میں ہم ملازم تھے، ہم نے ان سے درخواست کی تو انہوں نے جمعے کے لئے وقت دینے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ تمہارا کوئی حق نہیں۔ ایک صاحب نے بیان کیا کہ انہوں نے کمپنی سے کہا کہ بہت اچھا، تو تم ہمیں اس دن کی تنخواہ نہ دو۔ لیکن جمعہ میں نے نہیں چھوڑنا۔ چنانچہ انہوں نے اس دن زبردستی فراغت حاصل کی اور باقاعدہ جمعہ پڑھنا شروع کیا۔ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اور بہتیں عطا فرمائیں۔ انہوں نے اس کا بھی ذکر کیا۔

کیونکہ ہم نے خود بھی ابھی وہ مقام حاصل نہیں کیا۔ یعنی حاصل کیا تھا لیکن اس کا حصہ کھو بیٹھے ہیں۔ اور مغربی ممالک میں تو انتہائی دردناک حالت ہے۔ آپ کے اکثر بچے جمعہ پڑھنے نہیں آتے۔ اکثر عورتیں جمعہ پڑھنے نہیں آتیں۔ عورتوں پر تو فرض بھی نہیں ہے اور آپ کہہ سکتے ہیں کہ بچوں پر بھی جمعہ فرض نہیں ہے۔ مگر دینی تربیت کی خاطر، ان کو زندہ رکھنے کے لئے جمعہ ایک نہایت ضروری چیز ہے جس سے اگر آپ انہیں بچپن میں محروم کر دیں گے تو جب ان پر جمعہ فرض ہوگا تو وہ اس وقت بھی اس سے محروم رہیں گے۔ چنانچہ آپ کے یہاں انگلستان اور دیگر یورپی ممالک میں جو بڑی نسلیں جمعے کی عادی نہیں رہیں ان کے

مال باپ کا قصور

ہے کہ انہوں نے ان کو جمعے کا عادی نہیں بنایا۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں سکولوں میں جانا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کے سامنے دو راستے، فریضات ہیں جس کو چاہیں بچیں لیں۔ یا تو سکول کو اہمیت دیں، دنیا کی تعلیم کو اہمیت دیں اور یا پھر دین کو اہمیت دیں یا ان کی روحانی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا فیصلہ کر لیں۔ کیونکہ جمعے سے غافل بچوں کا، جماعتی لحاظ سے کوئی مستقبل نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ خاص فضل فرما کر اکاؤنٹ کو واپس لے آئے۔ مگر بالعموم آپ کی نئی نسلیں، آپ کی امداد سے دور ہونا شروع ہو جائیں گی اور یہ تنزل، وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ، زیادہ تیز رفتار ہوتا چلا جائے گا۔ اس لئے جمعے کی طرف غیر معمولی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔

نظام جماعت کو میں نے ایک ہدایت دی ہے۔ اس کی تفصیلات یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں وہ انشاء اللہ اس بارے میں ایک منظم پروگرام بنائیں گے اور ساری جماعت کے لئے ایک اجتماعی کوشش بھی کریں گے۔ یعنی حکومت سے رابطہ کی، اشتہارات اور اخبارات میں پرائیگنڈے کے ذریعے، کہ جو سہولتیں مسلمانوں کا حق ہیں، وہ ان کو میسر آنی چاہئیں۔ اس سلسلے میں، جیسا کہ میں نے امریکہ میں بھی دوستوں کو توجہ دلائی تھی، ایک بہت ہی اہم بات ہے

جماعت کی تاریخ کا ایک اہم حصہ

ہے جسے میں کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ۱۸۹۶ء میں پہلی مرتبہ جمعے کے نام پر رخصت حاصل کرنے کی تحریک چلائی گئی اور یہ تحریک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود چلائی ہے۔ میرے علم میں نہیں کہ تاریخ اسلام میں کبھی ایسا کوئی واقعہ ہوا ہو کہ مسلمانوں کی طرف سے اجتماعی طور پر جمعے کی رخصت کے لئے ایک مہم چلائی گئی ہو۔ اور یہ پہلا واقعہ حضرت امیر مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ہوا اور آپ ہی کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق بخشا کہ جمعے کے تقدس کو قائم کرنے کے لئے ایک ملک گیر تحریک چلائیں اور حکومت کو توجہ دلائیں کہ مسلمانوں کا یہ حق ان کو دے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۸۹۶ء یکم جنوری کو دو اشتہار شائع فرمائے اور ایک اشتہار بعد میں شائع فرمایا جس میں تمام مسلمانان ہند کو بھی متوجہ فرمایا گیا اور حکومت انگلستان کو متوجہ فرمایا کہ آپ کا اخلاقی اور بحیثیت حاکم کے یہ فرض ہے کہ مسلمانوں کے جمعے کے دن کے تقدس کو قائم کریں اور اس کے نتیجے میں مسلمانوں کی دعائیں حاصل کریں اور ان کا شکر یہ حاصل کریں۔ اور آپ نے تاریخی لحاظ سے بتایا کہ کس طرح تمام مسلمان ممالک میں اس دن کا تقدس قائم تھا اور خود ہندوستان میں بھی ایک لمبے عرصے تک قائم رہا۔ لیکن

انگریزی حکومت کے آنے کے بعد

رفتہ رفتہ جمعے کی تعطیل کی بجائے، اتوار کے دن کی تعطیل شروع ہو گئی۔ آپ نے فرمایا، ٹھیک ہے آپ اتوار کے دن بے شک چھٹی منائیں، سندوں کو بھی چھٹی دیں، لیکن مسلمانوں کو آپ، اس بنیادی حق سے کیسے محروم کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریک کے بعد پھر حضرت، خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۱ء میں دوبارہ اس تحریک کو چلایا اور پہلی مرتبہ حکومت برطانیہ نے ۱۹۱۳ء میں جمعے کی رخصت کو جزوی طور پر منظور کیا اور رفتہ رفتہ پھر یہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ رجحان بڑھنا شروع ہوا اور بالآخر انگریزی عہد حکومت میں بھی

اس سے بے خبرتی کا سلوک کریں بالآخر ان کے دلوں پر نہیں لگادی جاتی ہیں۔
”لَيْتَهُمْ اَوْ اَمْرًا عَنْهُمْ وَذَعَبَهُمْ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيْتَهُمْ اَنْ يَلْقَوْا
قُلُوبَهُمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ“ صحیح مسلم۔ باب التغلیظ
فی ترک الجُمُعَاتِ

تو میں اس بات سے باز رہیں کہ وہ اپنے بھروسوں کو چھوڑ دیں۔
اس سے بھی صاف پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر مستقبل
کے خطرات تھے اور قرآن کریم میں جو مشکوئی ہے وہ مستقبل کی مشکوئی ہے اس
سے آپ کو خیال آیا کہ جب مسلمان کئی قوموں میں بٹ جائیں گے تو اس وقت
یہ خطرات لاحق ہوں گے کہ وہ جمعے کی اہمیت سے غافل ہو جائیں گے۔ فرمایا
”یا تو وہ اس بات سے باز رہیں کہ وہ جمعے کو ترک کر دیں یا پھر ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
ان کے دلوں پر پھر لگادے گا اور پھر وہ غافل ہو جائیں گے۔ نیز

عَنْ حَابِرَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ الْجُمُعَةَ فِي مَقَابِلِ هَذَا فِي يَوْمِ هَذَا
فِي شَهْرِي هَذَا يَوْمَ عَامِي هَذَا اِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ تَرَكَهَا
فِي حَافِي اَنْ تَدِي ذَنْبًا اَمَامَ عَادِلٍ اَوْ جَائِرٍ اسْتَغْفَانَا بِهَا
وَجُودًا بِهَا فَلَا جَمَعَ اللَّهُ شَمْلَهُ وَلَا يَأْرِيهِ لَهْفِي اَمْرٍ
اَلَا دَلَّ صَلْوَةً لَهُ وَلَا زَكَاةً لَهُ اَلَا دَلَّ جَحْجَحًا لَهْ اَلَا دَلَّ
صَوْمًا لَهُ وَلَا زَوْجًا لَهْ حَتَّى فَمَنْ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ (ابن ماجہ)
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ
خدا تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض فرمادیا ہے

میرے اس مقام میں آج اس دن آج اس جہے میں آج اس سال۔
یعنی اہمیت کی خاطر بار بار دہرایا ہے کہ واقعہ کیا ہوا ہے۔ آج کا واقعہ ہے لیکن
قیامت تک کے لئے فرض ہو گیا ہے۔ پس جس نے بھی اسے چھوڑا، خواہ بیری
زندگی میں چھوڑے یا میری وفات کے بعد چھوڑے۔ اور اسے امام میسر ہو
خواہ وہ امام نیک اور انصاف پسند ہو خواہ وہ گناہگار اور بے راہرو ہو
اس سے بحث ہی کوئی نہیں۔ جو تودی میں مضمون تھا، اسی مضمون کو
ایک اور رنگ میں آپ نے بیان فرمایا ہے۔ کہ یہ بحث نہیں ہے کہ ہمیں امامت
کرنے والا کون امام میسر ہے۔ یہ بحث بھی قبول نہیں ہوگا کہ چونکہ گندہ امام تھا اس
لئے ہم نے جمعہ نہیں پڑھا۔ فرمایا کسی قسم کا امام ہو۔ میرے وصال کے بعد جو آپ نہیں
جمعہ کے لئے میسر آئے سبھی اور تم جمعہ نہ پڑھو، خواہ جمعہ کو معمولی سمجھو، خواہ
خواہ جمعے کی اہمیت کا کھلم کھلا انکار کرتے ہوئے، میری دعا ہے کہ خدا
اس کے ہاتھ سے ہونے کا ہوں کو کبھی جمعہ نہ کرے۔ یہ عظیم الشان کلام ہے جو
اپنی فصاحت و بلاغت کے زور پر ثابت کر رہا ہے کہ خود حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم ہی کا کلام ہے۔ جمعہ کا مطلب ہے جمع کرنا اور مسلمانوں کا نیکوں
کا جمع ہونا اس جمعے میں بیان ہوا ہے۔ مختلف زمانوں کا جمع ہونا اس
جمعے میں بیان ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں جب سارا
دنیا نے جمع ہونا تھا آخری دور میں، اس کا اسی سورۃ جمعہ میں ذکر ہے۔
تو فرمایا کہ جو جمعے سے غافل ہوتا ہے، اس کے لئے تو بہترین دعائی بنتی ہے
کہ پھر خدا اسی کے ہاتھ سے ہونے کا ہوں کو کبھی اکٹھا نہ کرے تاکہ اس کو
احساس ہو کہ اجتماع کا کوئی موقع اس نے باقی سے چھوڑ دیا ہے۔ وہ اجتماع
کی برکت سے محروم رہ گیا ہے۔ اب

کیا آپ پسند کریں گے

کہ لغو باللہ من ذلک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا آپ پر صادق آئے؟
اور پھر اس کے کسی نام میں برکت نہ رہے۔ فرمایا خرد دار! ایسا شخص جو
جمعے کی اہمیت سے غافل ہے، اس کی کوئی بھی نعمت نہیں ہوتی۔ اس
کی توبہ کونہ بھی کوئی نہیں۔ اس کا حج بھی کوئی نہیں اور اس کا روزہ بھی کوئی
نہیں۔

جمعے کو اتنی اہمیت ہے کہ جو جمعے کے دن سے غافل ہو جائے، اس کی
نمازیں بھی گیس، اس کے روزے بھی گئے، اس کا حج بھی گیا اور جو کچھ ہے

پھر ایک خاتون نے ذکر کیا کہ ایک جگہ یہ معاملہ باقاعدہ مسلمانوں کی طرف سے پیش
ہوا اور عدالت تک پہنچا۔ اور عدالت نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا کہ مسلمان
کو جمعہ پڑھنے کا حق ہے۔ اور اس سے اس کو زبردستی روکا نہیں جاسکتا۔
اس لئے کسی حد تک امریکہ میں کچھ کام ہوا ہے۔ یہاں بھی اگر احمدی ماں باپ اپنے
بچوں کو روکنا شروع کریں اور پھر دغود لے کر اساتذہ اور انتظامیہ تک پہنچیں،
اخباروں میں لکھیں۔ جماعت اپنے طور پر انتظام کرے، ایم۔ پی۔ (M.P.S)
سے ملے تو میرے خیال میں بہت بڑی کامیابی ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر نصیحت
حاصل کرنے میں کامیابی نہ بھی ہو تو قربانی کرنی چاہیے۔ اس کی طرف میں جماعت
کو اب بلاتا ہوں۔

کوشش کریں کہ آپ کو نصیحت مل جائے اور آپ کے لئے آسانی پیدا
ہو جائے لیکن اگر یہ نہیں کر سکتے تو اس دن اپنے بچوں کو سکول بھیجا بند
کر دیں۔ انہیں کہیں کہ وہ نصف دن کے لئے نہیں آئیں گے کیونکہ

یہ ہمارا مقدس دن ہے

اور ان کو جمعہ ضرور پڑھانا ہے۔ اور اس دن ان کو نہلایں، دھلائیں، خاص
طور پر تیار کریں۔ اس سے ان کو نہلانے کی اہمیت کی طرف بھی توجہ ہوگی۔
میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ مغربی ملکوں میں بسنے والے احمدیوں کو پاکی ناپاکی
کا بھی اتنا زیادہ احساس نہیں رہتا۔ اور ان کو پتہ ہی نہیں کہ بعض دنوں کے
ساتھ غسل واجب ہے، بعض امور کے ساتھ غسل کا کونسا طریقہ ہے اور جمعہ ان
میں سے ایک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کے دن نہلاؤ
پر غسل واجب ہے اور اس بات کا اکثر احمدیوں کو بھی پتہ نہیں کہ اتنی اہم نصیحت
موجود ہے۔ اس دن بچوں کو نہلا یا دھلایا جائے۔ اور انہیں ہمیں کہ آج
جمعے کی تیاری کرنی ہے۔ آج تلاوت ہوگی اور نیک باتیں ہوں گی اور آج
عام دنوں کی نسبت مقابلتہ زیادہ دینی تسلیم دیں گے۔ تو میرے خیال میں
بہت ہی بابرکت، پاکیزہ ماحول پیدا ہو جائے گا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں
کہ قانونی طور پر ہمیں تحفظ ضرور حاصل ہو جائے گا۔ اگر اس ہم کو ہم مسجدگی
سے شروع کریں اور قربانی کے لئے تیار رہیں۔ اگر اذیت قربانی کے صفت میں
حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو ہماری دعاؤں میں اتنا اثر نہیں ہوگا۔
دعا کریں اور خدا سے عرض کریں کہ ہم تو اب تیار ہو گئے ہیں اس لئے تو ہماری
مدد فرما۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ اکثر ابتلاؤں سے بچالیا کرتا ہے۔ اور
جو کچھ ابتلا پیش بھی آئیں اس کی بہترین جزا، دنیا میں بھی اور عاقبت میں بھی
عطا فرمایا کرتا ہے۔

اب میں آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض نصیحتوں سے آگاہ کرتا
ہوں تاکہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے مبارک الفاظ میں

آپ کو جمعے کی اہمیت کا علم ہو سکے۔ آپ نے فرمایا:-
”مَنْ تَوَلَّى الْجُمُعَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَهَادَى بِهَا طَبَعُ اللَّهِ
قَلْبَهُ“ (سنن ترمذی۔ باب ماجاء فی ترک الجموعۃ من غیر عذر)
آپ نے فرمایا کہ جو تین جمعے مسن چھوڑ دے، جمعے کی تحفیض کرتے ہوئے
اس کی اہمیت نہ سمجھتے ہوئے اللہ اس کے دل پر پھر لگادیتا ہے۔
جب آپ قرآن کریم میں، جو اب اللہ کی طرف سے لکھی ہوئی تھیں، پڑھتے
ہیں تو کیا کانسیہ جاتے ہیں اور تکیا ڈف کھاتے ہیں اس چیز سے کہ لغو
باللہ من ذلک سے، کسی کے دل پر پھر لگے۔ تو آپ ہندازہ نکالیں کہ عسدا
جمعہ چھوڑنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنا عقاب کا اظہار ہے۔ اگر جب
قرآن کریم میں اس ضمن میں موجود نہیں مگر یوم السبت کی بے خبرتی کے نتیجہ
میں یہود کے دلوں پر پھر لگنے کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسناد قرآن کریم ہی سے فرمایا ہے اور اس
نصیحت کی جڑ قرآن کریم میں موجود ہے۔

جو قومیں اپنے اہم نہ رہیں دن سے غافل ہو جائیں

سیکرٹری کے بھونٹائی تھے۔ چوہدری عزیز الدین احمد صاحب عمر ۸۲ سال
 ملتان۔ چوہدری عبداللہ خان صاحب عمر ۹۰ سال چیک سسر گودا۔ مکرمہ
 زبیدہ خاتون صاحبہ توحید، مکرم شیخ خلیل الرحمن صاحب مرحوم، سیکرٹری ضیافت
 کراچی کی اہلیہ تھیں۔ مکرم بشارت احمد صاحب ابن محمد بھٹی صاحب مرحوم، عرصہ
 ۱۵ سال سے نظارت درویشان میں کام کرتے رہے اور گزشتہ فیصلے ہو جانے
 کی وجہ سے کچھ عرصہ پہلے وفات ہوئی۔ سردار ندیم احمد صاحب ڈوگر، یہ بھی
 موصی تھے، نانو ڈوگر ضلع لاہور کے۔ مکرمہ اقبال مکرم صاحبہ، تصویر نویس
 صاحب ماڈل ٹاؤن کی والدہ۔ مکرم حکیم اللہ صاحب جراح، سیکرٹری اصلاح
 دارشاد، خانیوال۔ مکرم چوہدری احمد حسین صاحب کینیڈا، وہاں کی جماعت
 کے بڑے مخلص دوست تھے۔ یہ عارضی طور پر پاکستان گئے تھے۔ غالباً
 وہیں گوجرانوالہ میں، دلی کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے۔ مکرم شیخ محمد
 حنیف صاحب رسول انجینئر (ریٹائرڈ)، ہماری لندن جماعت کے
 فعال ممبر شیخ منصور احمد صاحب کے خالہ زاد بھائی تھے۔ پچھلے جلسہ پر بھی
 تشریف لائے تھے۔ ان سب کی نماز جنازہ غائب، مکرم دھرم ڈاکٹر سردار
 ندیم احمد صاحب کی نماز جنازہ حاضر کے ساتھ اکٹھی پڑھی جائے گی۔

ایک دفعہ حج کر لیں گے سب کچھ بخشا جائے گا، اس مضمون کو آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کی اس حدیث مبارک نے بالکل رد فرما دیا۔ فرمایا، 'اس کے روزوں کا
 بھی کوئی فائدہ نہیں۔ پھر فرمایا، 'اس کی کوئی بھی نیکی کام نہیں آئے گی۔ اس کی
 نیکی کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔ خدا تو توبہ
 قبول کرنے والا ہے وہ اپنے بندوں کی توبہ کا منتظر ہے۔ جو بھی تم میں سے
 توبہ کرے گا، اللہ اسے قبول فرمائے گا۔
 اس نصیحت کے بعد اور کوئی بات کہنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی
 اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ تمام دنیا میں احمدیہ جماعت کے افراد اور جماعت
 احمدیہ کے نظام جہاں جہاں قائم ہیں، وہ اس سال خصوصیت سے یہ کوشش
 کریں کہ جمعے کے احترام کو پہلے اپنے گھروں میں قائم کریں، اپنے چھوٹوں
 بڑوں میں قائم کریں۔

جمعے کے نظام کو از سر نو زندہ اور مستحکم کرنے کے لئے

قربانیاں دینے کے لئے تیار ہوں۔ اور قربانیوں کی جہاں ضرورت ہو وہاں قربانیاں
 دیں اور دنیا کے نظام کو بدل لیں۔ تاکہ دنیا پر اسلام کا نظام غالب آئے۔ حضرت یحییٰ
 سوعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے اس زمانے کا امام بنایا تھا اور آپ کی امامت
 کی علامتوں میں سے ایک یہ علامت ہے کہ ایک آپ ہی میں جنہیں یہ توفیق
 ملی تھی کہ جمعے کے نظام کے لئے ایک عالمگیر تحریک چلائیں۔ آج آپ کے غلاموں
 ہی کو یہ توفیق ملنی چاہیے اور یہ ساری امت مسلمہ پر جماعت احمدیہ کا احسان
 ہوگا کہ اگر سب جگہ مسلمانوں کو ان کا یہ بنیادی، دینی حق میسر آجائے کہ حکومتیں
 یہ تسلیم کر لیں کہ ہاں، جمعے کے دن ان کو کم سے کم اتنی رخصت ضروری ہے
 کہ وہ اپنے گھروں سے سبکدوش ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق
 عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ تالیف

نماز جمعہ اور نماز عصر جو جمع ہوں گی، کے معاہدہ ہمارے سلسلے کے بہت
 ہی مجلس فدا کی کارکن

ڈاکٹر سردار ندیم احمد صاحب

ابن سردار عبدالرحمن صاحب (سابق سردار بہر سنگھ) کی نمازہ جنازہ ہوگی۔
 زبیر حاضر جنازہ ہے) جو چند دن پہلے وفات پا گئے ہیں۔ ان سے صرف انگلستان
 ہی کی جماعت واقف نہیں بلکہ قادیان کے پروردہ برائے سب احمدی ان کو
 خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور ان کو مختلف ممالک میں خدمت دینی کی
 بڑی توفیق ملتی رہی۔ سادہ لوح، سادہ دل، یہ نفس انسان جن کا ظاہر
 و باطن ایک تھا، اس سے زیادہ میرے علم میں ان کی اور کوئی توفیق نہیں
 آسکی۔ سچے آدمی تھے۔ جو ظاہر تھا وہی باطن تھا۔ نیک دل، نیک نفس
 خدمت کرنے والے، ہر قسم کے تکبر سے پاک تھے۔ بہت اچھی طرح آپ نے
 اپنے بزرگ باپ کی نیکیوں کو عمر بھر زندہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ
 تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کے نقشی قدم پر چلنے
 اور ان کے دوسرے بھائیوں اور ان کی اولادوں کو بھی اپنے بزرگ
 حضرت عبدالرحمن (بہر سنگھ) کے نقشی قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے
 اس کے علاوہ اور بہت سے مخلصین ہیں جن کی

نمازہ جنازہ غائب

ڈاکٹر صاحب کے جنازہ کے ساتھ ہی ہوگی۔ ان کو بھی اپنی دعائیں شامل فرمائیں۔
 خواجہ عبدالکبیر صاحب صدیقی مرحوم، کراچی۔ ملک منور احمد صاحب طاہر
 صدر مملکت کو رنگی کے والد تھے۔ مکرم امیر احمد صاحب ابن مکرم محمد حسین صاحب
 ربوہ۔ ناصر احمد صاحب جو ان کے بھانجے ہیں، نے جرمنی سے درخواست کی
 ہے۔ ہادقہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ غلام رسول صاحب فیصل آباد۔ علی محمد صاحب
 مرحوم موصی سانگلہ ہل۔ ساجدہ حنیف، ان کی بیٹی جرمنی میں ہیں انہوں نے
 درخواست کی ہے۔ عبدالحکیم صاحب مرحوم، مکرم منصور احمد صاحب بمبئی
 سہ۔ ڈنمارک کے نانا تھے۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب، بمبئی احمد صاحب
 شہین انہا نسلو کے والد تھے اور ہمارے پیر محمد عالم صاحب دفتر پٹیوٹ

یوم حضرت مصلح موعود
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مصلح موعود تھے ہر جہتیں ہوں بے شمار : تیری ہر تحریک ہے بیشک حسین تر شاہکار
 امت خیر الرسل کی شرح روئی کے لئے : فکر تھی تھی صحیح و مسامحہ لیل و نہار
 وقف تھیں تیری دعائیں خیر امت کھلنے : تاکہ حاصل ہو اسے فتح و ظفر کی توبہ کار
 عرش پر تیری دعاؤں کی پذیرائی ہوئی : داوود حق نے سنی خود تیری پر سوز پیکار
 منکشف فرمائی اس نے تجھ پر تحریک جدید : دین احمد کا ہونا قائم جہانوں میں وقار
 اس مبارک ایزدی تحریک کا لب لباب : لو مناسب ہے عزیزوں سے کہو بلا اختصار
 زندگی سادہ ہو اور اخلاقی ہو گئے رکھیں : نور انساں کی ہی خواہی ہو اپنا کاروبار
 مال و جان قربان کر لیں امن عالم کے لئے : نور حق لے کر چلے جائیں عبور رود بار
 پھیل جائیں مشرق و مغرب میں سب چھوڑ کر : جس طرف جائیں، ہر میں نور حق کے بھار
 اپنا تن، من، دھن خدا کی راہ میں کر لیں فدا : جیسے کرتے تھے خدا حضرت کے اسباب کبار
 جب سنا مخلص جماعت نے یہ فرمان حضور : جان دہل سے ہو گئی امر الہی پر نثار
 آپ کے فرمان پر داعی الی اللہ شوق سے : ہر جہت قربانیاں دینے بڑھے پروانہ دار
 پھر کہیں ہر ملک میں اجارہ گردہ ہوئے : جب ہوا معلوم ان کو کیا ہے اسلامی شعار
 آپ کے اظہار تائید الہی کے طفیل : نور حق پھیلا رہے ہیں ہر جہت با صد وقار
 دوسری قدرت کے اس چوتھے مبارک کوشش : سو رہا ہے مغربی اقوام پر حق آشکار
 بار آور ہوں امام وقت کی سب کوششیں : گلشن احمد ہے آئے زود تر فصل بہار
 زاہد جاری رہے گایہ خدائی سلسلہ : رضی ہوئی ہی ہے، منشی پروردگار

مظہر الحق والعلیٰ توبی تو ہے خیر الرسل
 تیرے آنے سے ہوئی ہے قدرت حق آشکار
 تیری شہادت پر ہو دائم رحمت حق کی چھوار

(خاکسار: عبدالرحیم راٹھور)

شان خاتم الانبیاء

سیدنا حضرت انس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی
 سیرت طیبہ کے مختلف و منتخب پیلووں پر
 آنسٹریٹ پرنٹنگ سے آراستہ بارہ دیدہ
 زب رسالوں کا ایک سیٹ شائع کیا گیا ہے جو ہر سال ۱۵ روپے بھجوا کر ذیل پتے
 سے حاصل کیا جاسکتا ہے :- صدر مجلس انصار اہل مذکر تہ قادیاں - ۱۲۳۵۱۶

مسیحی نفس مصلح موعود

از محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی، وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی مسلمانوں کے لئے نازک ترین صدی تھی جبکہ مسلمان اسلام کی تعلیم کو چھوڑ چکے تھے۔ ان کی دینی حالت دن بدن خراب رہے خراب تر ہوتی جا رہی تھی۔ اور سیاسی برہمنی اور لائق ان سے رخصت ہو چکا تھا۔ اس وقت اسلام کا درجہ گھٹنے والے وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے وعدوں اور سیدنا حضرت امام ہدی علیہ السلام کی آمد کے لئے آسمان کی راہ دیکھ رہے تھے اور بارگاہ انبی میں دعائیں مانگ رہے تھے کہ وہ امام تمام جلد سے جلد آئیں اور اسلام کی کشتی کو بھروسہ سے نکالیں اور مسلمانوں کو راہ راست پر گامزن فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان بزرگوں کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے ہندوستان کے صوبہ پنجاب کی منڈی میں مہرین قادیان میں اس موعود امام ہدی علیہ السلام کو بھیج دیا۔ ابھی اس وجود نے اپنے امام ہدی اور شیخ موعود ہونے کا اعلان نہیں فرمایا تھا البتہ اسلام پر ہونے والے حملوں کا دفاع شروع کر دیا تھا اور اسلام کی خوبوں کو اجاگر کرتے ہوئے براہین احمدیہ جیسی اہم کتاب شائع کر دی تھی، کہ دوسرے لوگوں نے جھانپ لیا کہ قادیان میں پیدا ہونے والا یہ مقدس انسان ہی اسلام کی کشتی کا ناخدا بن کر اس کو بھنور سے نکالے گا اور مسیحا بن کر مسلمانوں کی بیماریوں کو دور کرے گا۔ چنانچہ اہل ہند (پنجاب) کے ایک بزرگ حضرت مولانا احمد جان صاحب نے اس مقدس وجود کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے

ہم مریضوں کی ہے نہیں پر نظر تم سچا بنو خدا کے لئے

نہی مراد سیدنا حضرت احمد قادیانی علیہ السلام سے ہے جنہوں نے اللہ کے فضل میں اپنے شیخ موعود اور امام ہدی ہونے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا

"مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور منظر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے شیخ موعود اور ہدی موعود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں"

(اربعین ص ۷۰)

نیز فرمایا ہے

استمعوا لقولہ الشہداء جاء المسیح الموعود

نیز لکھتا ہے کہ امام کا مگر اس مقدس وجود نے ایک طرف لعل جلیل کی حیثیت سے اسلام پر ہونے والے حملوں کا دفاع کیا اور دوسری طرف مسلمانوں کو اسلام کی تعلیم پر گامزن ہونے اور اپنے اندر لائق تقویٰ اور لہبیت پیدا کرنے کی تلقین کی۔ اور ایک نیک و پاک جماعت کا قیام فرمایا۔ جس کا نام جماعت احمدیہ رکھا اور اس جماعت میں شامل ہونے والوں کو تقویٰ کی باریک راہوں پر چلنے کے اصول سمجھائے۔

انسان فانی ہے اور اصلاح خلق کا کام ایک وقت چاہتا ہے اس لئے اس کام کے جاری رہنے کے لئے اللہ کی بارگاہ میں حضرت شیخ موعود علیہ السلام نے دعائیں کیں۔ ہوسٹلار پور کی سرزمین میں پہنچ کر ایک چمک کی جس میں رات اور دن اسلام کی آئندہ ترقی کے لئے دعائیں مانگیں اس چمک کے دوران آپ کو بتایا گیا کہ ہم نے تیری دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے ایک رحمت کا نشان تجھے دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ رحمت کا نشان ایک نیک و پاک فرزند کی صورت میں دیا جائے گا۔ جس کے ذریعہ دین اسلام کا شرف دنیا میں ظاہر ہوگا۔ اس موعود فرزند کی جملہ دیگر علامات کے ایک علامت بیان کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا۔

"وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الخلق کی برکتوں سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔"

یہ موعود فرزند حضرت نزار البیہی محمود احمد کا وجود تھا۔ جن کا تولد جنوبی ۱۸۸۹ء حضرت ام المومنین زینب جہاں بیگم کے بطن مبارک سے ہوا اور جنہوں نے حضرت شیخ موعود علیہ السلام کے حلیفہ ثانی کی حیثیت سے مارچ ۱۹۱۱ء تا دسمبر ۱۹۶۵ء پندرہ سال

تک جماعت احمدیہ کی قیادت فرمائی اور اپنے مسیحی نفس اور روح الخلق کی برکت سے لاکھوں انسانوں کو روحانی بیماریوں سے پاک و صاف کیا۔ آج کے اس مضمون میں خاکسار چند ان واقعات کا ذکر کرے گا جو میرے دور تبلیغ کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں اور میں نے خود ان اجاب کو دیکھا جنہیں اس مسیحی نفس وجود نے روحانی طور پر زندگی عطا کی۔

خاکسار نے مئی ۱۹۳۹ء میں یقین قادیان کا امتحان دیا۔ اور امتحان سے فارغ ہوتے ہی سنسکرت کلاس میں داخل ہو کر جس کا اجراء یکم مئی ۱۹۳۹ء سے جامعہ احمدیہ میں ہو چکا تھا۔ ۱۹۳۹ء میں فارغ ہوا۔ میرے سنسکرت کے استاد محترم مولانا ناصر الدین عبداللہ صاحب تھے جو بنارس میں کئی سال تک تعلیم حاصل کرنے اور کلکتہ یونیورسٹی سے کاویہ تیرتھ وغیرہ امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۹۳۸ء کے آخر میں قادیان تشریف لائے تھے۔ اور یہ میری خوش قسمتی تھی کہ محترم مولانا ناصر الدین صاحب بنارس میں سنسکرت زبان کی تعلیم دینے والے استاد سنسکرت اور دیو شاستری بھی اگست ۱۹۳۹ء میں قادیان تشریف لے آئے۔ وہ استاذی المحترم مولانا ناصر الدین صاحب کو سنسکرت کی تعلیم دیتے ہوئے اسلام کی اعلیٰ تعلیم سے متاثر ہوئے اور قادیان آ کر انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور حضرت مصلح موعود کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ ان کا اسلامی نام منڈت عبداللہ بن سلام رکھا گیا۔ ویڈوں کے یہ بہت بڑے ماہر تھے اور اس وقت ہندوستان میں ویڈوں کے سات مشہور علماء میں سے ایک آپ بھی تھے۔ گاندھی جی نے ایک دفعہ ایک ٹیکہ کا انتظام کیا تھا تو منڈت جی اس ٹیکہ میں بچاؤ تھے۔ گویا یہ وجود بھی وہ تھا جس نے مسیحی نفس وجود مصلح موعود کی برکت سے حقہ پکا اپنی روحانی بیماری کو دور کر دیا۔ منڈت جی نے پچاس برس سال کا کورس سنسکرت

کلاس کا ختم ہونے پر نظارت تعلیم کی ہدایت پر میرا امتحان لیا اور ویڈوں کے بارے میں میں نے ایک مقالہ ہندی زبان میں لکھا جسے بڑھنے کے بعد منڈت جی نے نظارت تعلیم کو سفارش کی کہ ان کو "وید بھوشن" کی اعزازی ڈگری دی جائے۔ آخر جولائی ۱۹۴۲ء میں میرے امتحان کا نتیجہ نکلا اور منڈت کو نظارت دعوت و تبلیغ نے مجھے خدمت دین کے لئے منتخب کر کے ساڈھون مصلح آگرہ بھیجے کا فیصلہ فرمایا۔ ۸ اگست کو روانگی سے قبل صبح قریب دس بجے خاکسار سیدنا حضرت شیخ مصلح ثانی مصلح موعود کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ حضور نے دوران گفتگو فرمایا کہ سنسکرت کی تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے تمہیں عطا ملکانہ بھجوانے کا فیصلہ میرے مشورہ سے نظارت دعوت و تبلیغ نے کیا ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں اسلام اور ہند مذہب کے درمیان شدید معرکہ آرائی ہے۔ تم اپنی اس تسلیم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قرآن مجید کی تسلیم اور وید کی تسلیم کا تعادل پیش کرو۔ اور قرآن مجید کی خوبیاں بیان کرو۔ حضور نے مجھے حسب ذیل نصائح فرمائی۔

- ۱۔ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان و یقین رکھتے ہوئے اور اس پر پورا توکل رکھتے ہوئے کام کرنا۔
- ۲۔ قرآن مجید کی باقاعدگی سے روزانہ تلاوت کرنا اور اس کے مطالب پر غور کرنا۔
- ۳۔ جب بھی کسی سنسکرت یا عالم سے مقابلہ پیش آئے تو دعاؤں سے کام لینا۔
- ۴۔ خلیفہ وقت کی اطاعت اور اس سے ذاتی تعلق روحانی ترقی کے لئے از حد چمردی ہے
- ۵۔ جب بھی کوئی مشکل پیش آئے تو اس کے ازالہ کے لئے اللہ کے حضور دعا کرنا اور مجھے حالات سے اطلاع دیتے ہوئے دعا کے لئے لکھنا۔

ان نصائح کے بعد حضور نے بڑی محبت کے ساتھ مجھے گلے سے لگایا اور خدا حافظ فرماتے ہوئے اوداع کیا۔ حضور نے جب مجھے وداع فرمایا تو اس وقت میری آنکھیں اشکبار تھیں اور آج جبکہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں، حضور کی ملاقات کا وہ نظارہ میرے سامنے آگیا ہے اور میری آنکھیں ایک دفعہ پھر اشکبار ہیں۔ اور میرا قلب جذبہ جوں کے لئے اس مقدس وجود کی یاد میں رک گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں اس مقدس وجود کی روح

پر نازل ہوتی رہی۔ آج سے۔
 خاکسار ۸ اگست کو بذریعہ ٹرین تین بجے
 بعد دوپہر قادیان سے روانہ ہوا اور ۹ اگست
 کو قریباً گیارہ بجے راجہ کی منڈی آگرہ سٹیشن
 پر اترا۔ ۸ و ۹ اگست کے دن سیاسی
 لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتے تھے کیونکہ
 اپنی دونوں کانگریس نے *Freedom of India*
 کا نعروں لگایا۔ یعنی انگریز ہندوستان سے
 نکل جائیں۔ اور ہندوستان میں رہنے
 والے لوگوں کو آزادی دی۔ چنانچہ ۹ اگست
 کی صبح اس اعلان کی وجہ سے کانگریس
 کے بڑے بڑے نیتا ہاتھ پائی گانڈھی جوہر
 لال نہرو۔ مولانا ابوالکلام آزاد۔ کانگریس
 کے رکن بمبئی اور دہلی میں گرفتار کر لئے
 گئے تھے۔ اس لئے ۹ اگست کو سڑکوں
 تھی اور کوئی بیکہ تانگہ ٹریکس وغیرہ
 کسی قسم کی سواری اسٹیشن پر دستیاب نہ
 تھی۔ میں نے ایک ٹرلی سے ہاتھ کی جو عموماً
 جماعت احمدیہ آگرہ سٹیٹو انڈیا جو ہاتھ
 کے دفتر سے واقف تھا۔ چنانچہ اس نے
 میرا سامان اٹھایا اور ہم پیدل سوئی کٹھن
 پہنچے۔ قلی نے سٹیٹو صاحب کے دفتر
 سے باہر میرا سامان اتار کر رکھ دیا اور
 مجھے بتایا کہ اندر سٹیٹو انڈیا صاحب
 بیٹھے ہیں۔ میں اندر ان کے پاس گیا۔
 سٹیٹو صاحب بڑے تیار سے تیار تھے۔
 میں نے وہ دن وہاں قیام کیا اور تیسرے
 دن ساندھن روانہ ہو گیا۔ ساندھن کے
 قریب پہنچے ہی یہ نظارہ دیکھا کہ جو بھی
 شخص ملتا وہ یہ کہنا کہ اسلام علیکم
 مولوی صاحب۔ اور نماز پڑھو اور علیکم السلام
 کہہ کر آگے بڑھتا۔ چنانچہ پورے روز کے
 مقام اور عجائبات ملک کا ان کا اثر تھا جو آج
 بھی ساندھن میں نظر آتا ہے کیونکہ آج
 بھی جب ساندھن کی گلیوں میں سے
 گزرو تو ہر شخص والا آدھی ہی کہتا ہے
 اسلام علیکم مولوی صاحب۔
 ساندھن پہنچ کر اس زبردست مقابلے
 کا تفصیلی علم ہوا جو ملک کے مسلمانوں کے
 ارتداد کی وجہ سے حضرت مصلح موعود کی
 قیادت میں میرا پڑا ہوا تھا اور ساندھن
 کے درمیان ہوا۔ اس علاقہ کے اہل
 کو بریل کی سندھ کے لئے تو ایک کتاب چھاپی
 گئی تھی جسے حضرت آرزو خاں نے لکھا کہ
 کہوں گا کہ اس کتاب کو حضرت مصلح موعود
 نے حضرت علی اور سہیل سے ساندھن پہنچنے
 پر مجھے یہ علم ہوا کہ ساندھن وہ مقام تھا
 جو مجھ پر ایسا سنگین اثر کر چکا تھا کہ
 رکھتا تھا۔ امیر المومنین حضرت جوہری
 فتح محمد صاحب سیدان کا مرکزی دفتر آگرہ
 میں تھا۔ آپ نے اس علاقہ کا سروے

کرنے کے بعد جگہ جگہ اپنے مجاہدین کو
 پھیلا دیا اور ساندھن کو مرکز کی
 حیثیت دی۔
 اور اس سے بھی بڑھ کر اس مقام کو
 یہ اہمیت حاصل ہوئی کہ مسیحی نفس رکھنے
 والا ایک وجود حضرت مصلح موعود رضی
 بنفس نفیس یہاں تشریف لائے
 تھے۔ جب میں ساندھن پہنچا تو وہاں کا
 دارالتبلیغ جس کے اندر مسجد کے
 لئے بھی ایک کمرہ تھا یہ سب کچھ عمارت
 پر مشتمل تھا اور مشن ہاؤس کے جنوب
 مغربی کونے پر ایک کچا مینار ایسا وہ
 تھا جس پر چڑھ کر اذان دی جاتی تھی
 جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا کہ یہ
 وہ جگہ ہے جہاں حضرت مصلح موعود کو
 ایڈریس پیش کیا گیا اور حضور نے
 ایڈریس کے جواب میں ایک پر مونت
 تقریر فرمائی تھی۔ اس بارے میں مزید تحقیق
 کرنے پر پتہ چلا کہ سیدنا حضرت
 مصلح موعود اپنے قافلے کے ہمراہ
 انگلستان کی ویلے کانفرنس میں
 شرکت کے بعد واپس بمبئی تشریف لائے
 تو وہیں حضور کا پروگرام ملک کا علاقہ کو
 بھی دیکھنے کے لئے طے پایا۔ چنانچہ
 حضور ۲ نومبر ۱۹۲۲ء کو بی۔ بی اینڈ
 سی۔ ریلوے کے ذریعہ بمبئی سے روانہ
 ہوئے اور ۲۲ نومبر کو بھرت پور سٹیٹن
 پر اترے۔ جہاں آپ کا پرتیاک
 استقبال ہوا۔ اور وہاں سے موٹروں
 کے ذریعے ساندھن تشریف لے گئے۔
 بھرت پور۔ اچھنیرہ۔ ساندھن جاتے
 وقت رستہ میں آگرن گاؤں بھی پڑا
 یہ وہ گاؤں تھا جہاں کی مائی جیما رہنے
 والی تھی جس کے ہندو نہ ہونے کی
 وجہ سے اس کی فصل کاٹنے سے اس
 کے لڑکوں نے بھی انکار کر دیا۔ تب حضرت
 مصلح موعود کی طرف سے امیر المومنین
 کو حکم پہنچا کہ آپ کے پاس جس قدر
 گراؤ جوٹ لوگ ہیں، انہیں ہمراہ لیکر
 آپ آگرن جائیں۔ اور یہ گراؤ جوٹ
 لوگ مائی جیما کا کھیت کاٹیں۔
 چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اور گراؤ جوٹ
 احمدیوں نے اپنے ہمراہ درانتیاں
 لے کر مائی جیما کا کھیت کاٹا۔
 حضور کے ہمراہ امیر المومنین
 حضرت جوہری فتح محمد صاحب سیدان
 بھی تھے۔ بڑے بڑے بھائی اور بزرگ
 لوگوں نے بتایا کہ حضور کے دیدار کے
 لئے آگرن کے ہمسورہ موافعات
 سے سب آروں کی تعدادیں لوگ ساندھن
 پہنچے ہوئے۔ یہ بھی بزرگوں نے

بتایا کہ حضور کے استقبال کے لئے
 بڑے بڑے شاندار دروازے
 بنائے گئے۔ اور ان پر مختلف نوع
 لکھے گئے۔ ایک دروازے پر یہ عبارت
 لکھی گئی
 "حضرت مرزا غلام احمد کی جے"
 حضور کی خدمت میں ایڈریس پیش ہوا
 اور آپ نے جوابی تقریر فرمائی۔ اس کے
 بعد بہت سے لوگوں نے بیعت کی۔
 اور اس مسیحی نفس مقدس انسان
 کے ذریعہ اور اس کے شاگردوں کے
 ذریعہ روحانی زندگی حاصل کرنے
 والے بزرگوں سے میں خود ملاحظوں
 ان میں سے ایک بزرگ باوالال
 خاں تھے، اگرچہ ان پر پڑھ تھے لیکن
 اخلاص کا عزم تھے۔ پانچویں وقت
 باقاعدہ مسجد میں آکر نماز ادا کرتے۔
 یہ وہ بزرگ تھے جنہوں نے حضور
 اور حضور کے ساتھیوں کے لئے کھانے
 کا انتظام کیا تھا۔ علاقہ ملک میں دیہاتوں
 میں ان ایام ہلکا زیادہ تر مکان کچے ہوتے تھے
 کدوں کے آگے پھونس کے چھپرے ڈال دیئے
 جاتے تھے جو کہ برآمدے کا کام دیتے
 تھے۔ اب بھی اس علاقے کے کئی دیہات
 میں یہی رواج ہے۔ مکرم باوالال خاں
 صاحب کے مکان میں پھونس کے چھپرے
 کے نیچے کھانا پک رہا تھا کہ اچانک
 چھپرے کو آگ لگ گئی اور آگ نے
 پھیل کر کافی نقصان کر دیا۔ مجھے بتایا
 گیا کہ حضور کو بھی اس واقعہ کا علم ہوا اور
 حضور نے قادیان واپس پہنچ کر باوال
 لال خاں کی دلدادگی کرتے ہوئے کچھ
 رقم ارسال فرمائی۔ لیکن باوالال خاں
 جیسے مخلص شخص نے اس رقم کو لینا
 گوارا نہ کیا اور شکر یہ کے ساتھ وہ رقم
 واپس بھجوا دی۔
 باوالال خاں جب ۱۹۲۲ء میں
 دہلی میں مصلح موعود کا جلسہ ہوا تو اس
 جلسے میں بھی شریک ہوئے۔ میں
 اس وقت ساندھن میں ہی تھا۔ باوال
 لال خاں صاحب نے جب اپنی اس
 خواہش کا اظہار کیا تو مجھے بہت خوشی
 ہوئی۔ بعض اور دوستوں کو بھی تحریک
 لگائی۔ صالح نگر بھی لکھا گیا اور وہاں
 سے مکرم مصطفیٰ خاں صاحب والد
 محترم عبدالرشید صاحب ملک نے نوٹ لکھ کر
 قادیان بھی تیار ہو گئے۔ اس وقت
 مصطفیٰ خاں صاحب بھر پور جوان تھے
 اور بڑی اچھی صحت تھی۔ دہلی کے
 مصلح موعود کے جلسے میں غیر احمدیوں
 کی طرف سے کافی گڑبڑ ہوئی تھی اور

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مصطفیٰ خاں
 صاحب بار بار اپنی بھوپوری زبان میں
 غیر احمدیوں کو کہتے ہوئے آگے بڑھنے
 کے لئے کوشاں ہوتے تھے اور خاکسار
 ان سے کہتا تھا کہ جماعتی نظام کے مطابق
 یہاں سب کچھ ہو رہا ہے۔ اگر حضور کا
 ارشاد ہوا اور اجازت ملی تو ہم بھی
 ان شاء اللہ پیچھے نہیں رہیں گے۔ اس
 لئے آپ صبر سے کام لیں۔ جلسے اختتام
 پر جلسہ گاہ میں ہی میں نے قرآن انبیاء
 حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سے عرض
 کیا۔ علاقہ ملک کے دو دوست بھی
 جلسہ میں شرکت کے لئے آئے ہوئے
 ہیں وہ حضور سے ملاقات کرنا چاہتے
 ہیں تو موصوف نے فوراً ان کے ملانے
 کا انتظام کر دیا۔ سیدنا حضرت مصلح
 موعود کا حافظہ ماشاء اللہ بہت ہی
 زبردست تھا۔ باوالال خاں کو دیکھتے
 ہی فرمانے لگے۔ ساندھن سے آئے
 ہیں حضور نے باوالا صاحب سے مل کر
 بڑی خوشی کا اظہار فرمایا۔ اسی طرح
 مکرم مصطفیٰ خاں صاحب کے بارے میں
 بھی دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے آئے
 ہیں تو حضور کو خاکسار نے بتایا کہ یہ
 صالح نگر سے آئے ہیں۔
 باوالال خاں صاحب کے بھائی
 شیرخان صاحب عرف سری پت بھی
 اچھے مخلص احمدیوں میں سے تھے۔ ابتداء
 میں جانیو اسے مجاہدین کی انہوں نے کافی
 خدمت کی اور مشن ہاؤس و مسجد کے
 لئے زمین کے انتظام میں ان کا کافی ہاتھ
 تھا۔ مکرم شیر محمد خاں صاحب کی اولاد میں
 سے بہادر خاں صاحب نہایت ہی مخلص
 نیک اور تہجد گزار ہیں۔
 یہ سمجھوں اس امر کا حامی نہیں کہ میں
 تفصیل سے ساندھن کے حالات لکھ
 سکوں۔ میرا ارادہ ہے کہ وقت ملنے پر
 ان شاء اللہ تفصیلی حالات اخبار بدر
 میں شائع کروں گا۔ اور اس میں صالح
 نگر کی جماعت کے بزرگوں کا بھی ذکر کر دوں گا۔
 ساندھن کا ایک اور اسم واقعہ
 یہ بھی ہے کہ غالباً ۱۹۲۲ء کے پہلے لالہ
 میں ملک انجمن پر مشتمل ایک قافلہ میرے
 ساندھن سے قادیان آیا۔ اس وقت
 ساندھن میں مولوی محمد افضل صاحب
 سکھ بھائیوں کے طور پر مبلغ کام کر رہے تھے
 ان انجمن کے قادیان پہنچنے پر ان کا
 زبردست استقبال ہوا۔ اس قافلہ میں
 شامل ہونے والوں میں باوالال خاں
 صاحب کا ایک پوتا حبیب اللہ خاں بھی
 تھا۔ باقی صفحہ ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

پیشگوئی پسر موعود کا پس منظر اور رد عمل

از کم مولوی خود شید احمد صاحب پر بجا کر درویش قادیان

بعض طرح گہری کی شدت ظاہری بارش کے نزل کا سبب ہوتی ہے۔ بعینہ دنیا میں خدا تعالیٰ سے دوری بے دینی اور فسق و فجور روحانی بارش یعنی وحی والہام کثوف و رویاء صالحہ اور القاء ربانی کا باعث ہوتی ہے۔ جو وقت کے کسی روحانی مصلح پر نازل ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس قانون کو موجب ارشاد قرآنی لکھتے ہیں: **تَجِدُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَوْلًا لِّئَلَّا تُخَيَّبُوا قُلُوبَكُمْ** (الغافر: ۲۱) کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا۔

زمانہ ظہور امام مہدی علیہ السلام

تیسری صدی ہجری کے وسط آخر تک ساری دنیا دہریت اور الحاد کی گود میں جا چکی تھی۔ لوگ مذہب سے برگشتہ خدا سے بیزار اور بیاطن رسولوں کے دشمن ہو چکے تھے۔

ڈارون کے نظریہ ارتقاء۔ میکڈوگال کے نظریہ جبلت۔ فرائڈ کے نظریہ لاشعور۔ میکاؤلی کے نظریہ نیشلزم اور کارل مارکس کے نظریہ اشتراکیت وغیرہ گہرا اثر ہر طبقہ پر مستولی تھا۔

دوسری طرف آسمانی بارش یعنی وحی والہام اور القاء ربانی کے انتشار نے خواہید مذہبی دنیا میں ایک ہیجان پیدا کر رکھا تھا۔ بعد دیگرے مذہبی اور معاشرتی اصلاح کے نام پر بیسیوں مذہبی اور نیم مذہبی تحریکات منہ شدہ وجود پر آ رہی تھیں جن میں برہمن سماج، آریہ سماج، ویڈانت، صوفی مت، دلی (امریکہ) کی صیحوئی تحریک، ہائی تحریک اور تملیٹ کا شور سب سے نمایاں تھا۔

عیسائی پادری اور کشمہاجی پرچارک خاص طور پر اس دور میں تڑپاؤں جملے کر رہے تھے۔ جس کی تاب نہ لاکر مسلمان ان کے آگے بھاگتے تھے۔ پادری اور سید نتراد عیسائی علماء گلے میں صندیل ڈالنے لگے۔ مگر معظمت پر تثلیث کا سمجھنا اہل ان کے واقف کر رہے تھے۔ ریسرورڈ لیکچر اور آریہ سماج کی بھین منڈلیاں جلسوں جلسوں میں علی الاعلا بے بھین بھیا کر رہی تھیں کہ "بندے ماترم ہونا ہوگا۔ نہیں تو ہمارے سے جانا ہوگا۔" اسلامی حکومتوں میں سے کچھ تو دہریہ اقوام کی غلام تھیں۔ کچھ ان کی نوآبادیاں

تھیں۔ اور کچھ غیروں کے رحم و کرم پر زندہ تھیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تاریخ انقلابات عالم مرتبہ ابو سعید بزجی ناشر کتاب منزل لاہور۔ اور تاریخ ہند انقلابات یورپ و ایشیا۔ مذہبی لحاظ سے مسلمانوں میں خلافت کا انجام مٹ چکا تھا۔ امت موحیہ کی فرقوں میں بٹ چکی تھی۔ جو اکثر و بیشتر باہم دست و گریبان رہتے تھے۔ قیام خلافت کے مسئلہ میں ناقان الاعظم سلطان عبدالحمید خان شاہ ترکی کو خلیفہ المسلمین بنانے کی آخری کوشش ناکام ہو چکی تھی۔ اس تحریک میں گاندھی جی اور اہل بھارت کا بھی تعاون شامل تھا۔ مسلمان اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے مایوس ہو چکے تھے۔ علماء دین اسلام کی "شان رفتہ" کا تذکرہ کر کے خود رونے اور مسلمانوں کو رولایا کرتے تھے۔ اور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور اور ان کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا انتہائی مسرتناک الفاظ میں ذکر کیا کرتے تھے۔

دعوت نشان نمائی

اس پس منظر میں ۱۸۸۵ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے الہام یا کرم دین اسلام کی صداقت اور بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلالت شان ظاہر کرنے کے لئے نشان نمائی کا اشتہار شائع فرمایا۔ لیکن زمانے کے مادی نظریات اور فلسفے کے زیر اثر لوگ دہریت کی دلدل میں اس طور سے پھنس چکے تھے کہ عموماً کسی نے نشان نمائی کی اس باطل شکن عالمگیر دعوت کی طرف توجہ نہ کی۔ البتہ قادیان کی آریہ سماج کے ممبران نے حضور علیہ السلام سے درخواست کی کہ:-
"ہم آپ کے ہمسایہ ہونے کے ناطے لندن و امریکہ و اروپا کے مقابلہ میں آسمانی نشان دیکھنے کے زیادہ مستحق و مشتاق ہیں۔ لہذا ہمیں کوئی نشان دکھایا جائے۔ ہم پر میسر کی قسم ہوا کہ وہ

کچھ بتائیں کہ ہم جو نشان آپ سے پچھتے خود مشاہدہ کر لیں گے، اسے اخباروں میں بظور گواہ شائع کرادیں گے۔ اور آپ کی صداقت کو حتیٰ الوسع اپنی قوم میں پھیلانے لیں گے۔ اور کوئی نام نہاد منافق حرکت ہم سے ظہور میں نہیں آئے گی۔"

اس درخواست پر قادیان کے دس معزز ممبران آریہ سماج پچھنے داس پنڈت بھارمل، بشن داس، منشی تارا چند، سنت رام، فتح چند، پنڈت ہرکشن، پنڈت بیچنا تھو اور چوہدری بشن داس ولد ہیرا چند برہمن وغیرہ کے دستخط تھے۔ (تبلیغ ہدایت جلد اول ص ۱۵۷) اس پر باقاعدہ ایک تحریری معاہدہ ہوا۔ اور اسے لالہ شرمیت رائے ممبر آریہ سماج قادیان نے شائع کرادیا۔ نشان طلبی میں پنڈت لیکھرام پٹاروی مصنف "کلیات آریہ مسافر" نے تو آسمان سرسیر اٹھالیا تھا۔ دافع رہے کہ ہندو اور آریہ سماجی دوست و یاروں کے بعد کسی قسم کی وحی الہام۔ کشف۔ رویا۔ خواب اور القاء ربانی وغیرہ گیان کے آنے کے قطعی منکر ہیں۔ اور رسالت یا اوتار واد کے تو سرے سے قائل ہی نہیں۔ ایسی صورت میں نشان نمائی کا دعویٰ آریہ سماجیوں کے نزدیک دیوانے کی بڑ سے زیادہ کوئی حیثیت نہ رکھتا تھا۔

پیشگوئی پسر موعود

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدای الہام کے مطابق ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ہوشیار پور (پنجاب) تشریف لے گئے۔ اور "پسر موعود" کے بارے میں عظیم الشان خدائی نبیات پانے کے بعد ۷ مارچ ۱۸۸۶ء کو دہلیس قادیان تشریف لے آئے۔ اس نشان کو آپ نے بذریعہ اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء شہر فرمایا۔ (اخبار ریاض ہند ۱۸ مارچ ۱۸۸۶ء ضمیمہ) جس میں خدائے عالم العجب نے حضور علیہ السلام

کو نبیارت دی کہ:-
"میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔۔۔۔۔ اے منظر! تمہو پر سلام! خدا نے یہ کہا تا انہیں۔۔۔ جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے۔۔۔۔۔ سو تجھے نبیارت ہو کہ ایک و جمہیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔"

اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء۔ اخبار ریاض ہند۔ یکم مارچ ۱۸۸۶ء

رد عمل

پیشگوئی "پسر موعود" کے مشہور ہونے پر درجہ طرح کار رد عمل ظاہر ہوا۔
(۱)۔ سلیم الفطرت اجباب آنے والے "نشان رحمت" کا بیعتی سے انتظار کرنے لگے۔
(۲)۔ مخالفین اسلام اس کا مسخرہ استہزاء اور مذاق اڑانے کے درپے ہو گئے۔
یہ عجیب اتفاق ہے کہ نشان کے طالب عموماً آریہ سماج ہندو تھے۔ اور اس نشان کی تصحیک والے بھی اسی مذہب کے لوگ پیش پیش تھے۔ ان کے لیڈروں میں سے پنڈت لیکھرام پٹاروی نے اس پیشگوئی پر بڑے عین و غضب، جوش و خروش اور نہایت سرگیا نہ زبان میں اپنے دلی تعصب کا اظہار کیا کیونکہ:-
"و لیکھرام کی طبیعت شروع سے ہی جذوجہ کی آزاد تھی۔ ویدک دھرم کے ساتھ خاص ہریم نے انہیں کسی قدر ویدک دھرم کے حق میں متعصب بنا دیا تھا۔ اور ایسے وقت میں وہ دوسروں کی کمزوری کے لئے انہیں معاف کرنے کے قابل نہیں رہتے تھے۔۔۔۔۔ بلکہ بلا لحاظ اس کے رتبہ وغیرہ کے بعض اوقاف فریق مخالفی پر سخت سے سخت حملہ کر دیا کرتے تھے۔"
"دیباچہ کلیات آریہ مسافر ص ۷۷ کالم ۷۷"

”قوس اس سے برکت پائیں گی“

قریشی محمد فضل اللہ نائب ایڈیٹر

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اسلام کے نازل کئے بارہ میں خبر دی تھی وہاں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی خوشخبری بھی سنائی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اگر ایمان شریاستارہ پر بھی چلا جائے گا تو فارسی الاصل اشخاص اس کو اتار لائیں گے۔“ اسی طرح مسیح موعود و مہدی معبود کی خاص نسل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ”وہ شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی بہت سی سابقہ پیشگوئیاں بھی ایسی ملتی ہیں جن میں خصوصاً طور پر ایک بابرکت روح کی آمد کا مشردہ سنایا گیا ہے۔ علاوہ ازب اُمرت کے صلحا نے بھی پسر موعود کی نسبت بہت سی بشارت دی ہیں جو اس مقدس وجود کی غیر معمولی عظمت کو واضح کرتی ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی کس میرسی کو دیکھتے ہوئے بہت عاجزانہ دعائیں کیں۔ اور چلے کشتی بھی فرمائی۔ اس خصوص میں حضور علیہ السلام نے ہوشیار پور اور لدھیانہ کے سفر میں جو دعائیں کیں ان کو قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار صفات کا حامل ایک فرزند عطا ہونے کی خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا:۔

”خدا تعالیٰ نے تیرے امن سفر کو جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا ہے تیرے لئے مبارک کر دیا۔“

اس بشارت عظمہ میں آپ کو ایک ایسی روح عطا کئے جانے کی خبر دی گئی جس کے ذریعہ حق کا غلبہ اور باطل کا بھاگنا مستوار تھا۔ حضرت المصلح الموعود ان تمام صفات کے حامل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو الہاماً بتائی تھیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

”خدا نے مجھے وعدہ دیا ہے کہ تیری برکات کا دوبارہ نور ظاہر کرنے کے لئے تجھ سے ہی اور تیری ہی نسل میں سے ایک شخص کھڑا کیا جائے گا جس میں روح القدس کی برکات پھونکوں گا۔ وہ پاک باطن اور خدا سے نہایت پاک نسل رکھنے والا ہوگا اور منظر الحق والعدا ہوگا گویا خدا آسمان سے نازل ہوا“

(تحفہ گوٹو دیہ ص ۱۷۷)

ایک اور مقام پر فرمایا:۔

”بفضلہ تعالیٰ واحسان و برکت حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز و کجا کو قبول کر کے ایسی مودع بھینچنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی سو اگرچہ بظاہر یہ نشان اخیائے موتی کے برابر معلوم ہوتا ہے بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مردی کے زندہ کرنے سے صد ہا درجہ بہتر ہے مردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ایک روح ہی منگائی گئی ہے مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔“

(تحفہ استہارات جلد اول ص ۱۱۱)

خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ وہ عظیم مصلح زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور جب تک وہ قوموں کو اپنی ذات سے فیوض و برکات نہ پہنچا دے گا تب تک اس کا وجود اس دُنیا سے اٹھایا نہیں جائے گا۔

آپ کی ولادت ۱۲ جنوری ۱۹۸۶ء کو قادیان میں ہوئی۔ ابتداء سے ہی قوم و ملت کی خدمت کا جذبہ آپ کے اندر کوٹ کوٹ کھرا ہوا تھا۔ اس لئے آپ نے خدا تعالیٰ کا عطا کردہ استعداد اور اعلیٰ علمی و دینی صلاحیتوں سے دُنیا کو فائدہ پہنچایا دینی اعتبار سے قرآن کریم کا ترجمہ تفسیر صغیر کی صورت میں کیا جو بہت ہی سادہ اور دلنشین پیرایہ میں ہے تفسیر کبیر شروع کی تو قرآنی علوم کے دریا بہا دیئے نئے نئے نکات و معارف سے روحوں کی پیاس بجھائی۔ بصیرت افروز تقاریر و تحریرات اور روز بروز مجالس علم و عرفان سے دُنیا کو مستفید کر دیا۔ جب آپ ۲۵ سال کی عمر کو پہنچے تو جماعت کی روحانی قیادت آپ کے سپرد ہوئی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وفات پر ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو بولر نماز عہد مسجد نور میں جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ منتخب ہوئے۔ سب

سے پہلی اور عظیم برکت جو آپ کے وجود سے حاصل ہوئی وہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات پر پائی جانے والی عنون و ملال کی کیفیت کو سکون میں بدلنا تھا اس وقت اپنی نے بھی ریشہ دوانیاں کیں اور غیروں نے بھی مخالفت کے طوفان کھڑے کئے۔ خطرناک سازشوں کے پہاڑ آپ کے رستہ میں حائل ہو گئے شدید مخالفت سے سامنا ہوا بعض عمائدین آپ کو چھوڑ کر خلافت ختم کرنے کے درپے ہو گئے۔ جماعتی بریت المال کا خزانہ بھی خالی کر دیا گیا اور جماعت افتراق و التقاق کا شکار ہو گئی ایسے موقع پر آپ نے اس جماعت کی شیرازہ بندی کی اور نئے سرے سے ایک نہ نچر میں سب کو پروردیا نہ صرف اتنا ہی کیا بلکہ خلافت کی اہمیت و برکات کو نہایت دلکش انداز میں جماعت کے سامنے پیش فرمایا اور زندگی بھر خلافت کی دائمی برکت کے قیام کے لئے انتہائی کوششیں فرمیں آپ نے خلیفۃ المسیح کے انتخاب کے لئے مستقل اصول اور ضوابط مقرر فرمائے جن کے ذریعہ لوگ ناقیامت خلافت کی روحانی برکات سے استفادہ کرتے رہیں گے اس عظیم کارنامہ کے باعث آپ نے اپنے پیچھے ایسا روحانی نظام جاری فرمایا جس کی برکات آج تک جاری ہیں اور تاقیامت جاری رہیں گی۔ دکھوں اور مصیبتوں کی شکار دُنیا اس ٹھنڈے سایہ میں پناہ حاصل کرتی رہے گی۔ آج ڈیڑھ کروڑ سے زائد احمدی ایک امام کے ہاتھ پر مجتمع ہو کر روحانی اخلاقی اور جسمانی برکات سے متمتع ہو رہے ہیں۔ اور یہ سعادت دُنیا کی کسی اور قوم اور مذہب کو حاصل نہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود نے اپنی زندگی کے آخری دور میں وقف جدید کی تحریک جاری فرمائی جس کا مقصد واحد یہ تھا کہ جہاں جماعت بیکرونی لحاظ سے ترقی کرے وہاں ساتھ ساتھ نئے داعی ہونے والے ازمائے پیدا ہونے والے افراد کی تربیت بھی ہوتی جائے اب یہ تحریک عالمگیر و وسعت اختیار کر چکی ہے۔ اور دائمی برکات اس سے وابستہ ہو چکی ہیں۔

”ہمارا دوسرا قدم پیچھے سے آگے ہے یا نہیں اور ہم کس رفتار سے ترقی کر رہے ہیں؟ ان تمام امور پر غور کرنے کے لئے جماعت میں ہر سال مرکزی مجلس شوریٰ کے انعقاد کا سلسلہ شروع

ہوا تاکہ ہر پہلو سے جائزہ لیا جاسکے اور مزید بہتری کے سانچے پیدا ہوں۔ ایسی جھگڑوں کے تصفیہ اور مقدمات سے بچنے کے لئے محکمہ قضاء جاری فرمایا تاکہ احباب جماعت کا بہت سا وقت اور پیسہ ضائع ہونے سے بچ جائے اور اسلامی طریقہ پر تصفیہ ہو جائے قضا کا کام کرنے والے رضا کارانہ طور پر خدمات بجالاتے ہیں۔ اس طرح ایک پیسہ بھی خرچ ہونے لگا اور افراد میں صلح صفائی ہو جاتی ہے۔

جماعتی استحکام کے لئے ۱۹۱۹ء میں صدر انجمن احمدیہ کو مختلف شعبوں میں تقسیم فرمایا تاکہ نظام نظارتوں کی شکل میں جاری کیا تاکہ جماعتی وسعت کے ساتھ ساتھ جماعتی کام بردقت انجام پذیر ہو سکیں۔ مختلف دفاتر اور ان کے کاموں کی تقسیم فرمادی۔ حضور رضی اللہ عنہ نے تعلیم الاسلام کالج ساؤتھ ویسٹ انڈی ٹیوٹ مدرسہ خواتین اور نصرت گریڈ اسکول کا اجراء کیا تاکہ قوم کے نوجوان بچے اور بچیاں مرد اور عورتوں دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیوی علوم بھی حاصل کریں اور صحیح معنوں میں خلق خدا کو فائدہ پہنچائیں۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی منظوری سے مدرسہ احمدیہ کی نگرانی آپ کے سپرد ہوئی اور آپ کی شاگردی میں بہت سے مبلغین تیار ہوئے جنہوں نے قوم کی تقدیر کو بدل کر رکھ دیا یہی علماء باطل کے ساتھ برسریکار ہونے کا باطل اپنی تمام محنتوں کے ساتھ بھاگ جائے۔

نوجوانوں میں تقریر و تحریر کا ملکہ پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی رسالہ تشہید الاذعان اور بعد میں اخبار الفضل جاری کیا۔ دُنیا والوں نے آپ کی روحانی علمیت دینی سیاسی اور انتظامی قابلیتوں اور استعدادوں سے بے شمار فیوض و برکات حاصل کیں بیرون ملک تبلیغی مراکز کا قیام عمل میں آیتان لوگ اسلام کی حسین تعلیم سے روشناس ہوں اور شرک و بدعت سے بچیں۔ مختلف زبانوں میں تراجم قرآن کریم ہوئے مدارس ہسپتال لائبریریاں قائم ہوئیں۔ بچوں، نوجوانوں، بوڑھوں، بچیوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ تنظیمیں قائم کیں تاکہ یہ سب مل کر اپنے اپنے دائرہ کار میں آزادانہ طور پر کام کریں۔

آزادی کشمیر کی تحریک کے زمانہ میں ہندوستان کے مسلم لیڈروں نے آپ کو کشمیر کمیٹی کی صدارت کے لئے چنا لیا اور

مسیحی نفس مصلح موعود بقیہ صفحہ (۱۲)

قیادت میں جو کام کیا اس کی تعریف غیروں نے بھی کی۔ چنانچہ اخبار زمیندار نے شذھی کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے لکھا :-

” احمدی بھائیوں نے جسی خلوص۔ جس ایثار۔ جس جوش اور جس ہمدردی سے اس کام میں حصہ لیا وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان اس پر فخر کرے۔“

(زمیندار ۸ اپریل ۱۹۰۸ء)
پھر ۲ جولائی ۱۹۳۳ء کی اشاعت میں لکھا :-

” مسلمانان جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں۔ جو ایثار۔ کمر بستگی۔ نیک نفسی اور توکل علی اللہ ان کی بابت سے ظہور میں آ رہا ہے وہ اگر ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں بے مثال نہیں تو بے انداز عزت اور قدر دانی کے قابل ضرور ہے جہاں سارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں اس اولوالعزم جماعت نے خدمت اسلام کر کے دکھا دی ہے۔“

پھر یہی اخبار اپنی اشاعت دسمبر ۱۹۲۶ء میں رقمطراز ہے :-
” گھر بیٹھ کر احمدیوں کو بُرا بھلا کہہ لینا نہایت آسان ہے۔ لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یہی ایک جماعت ہے جس نے اپنے مبلغین انگلستان میں اور دیگر یورپین ممالک میں بھیج رکھے ہیں۔ کیا ندادۃ الجملاء۔ دیوبند۔ فرنگی محل اور دوسرے علمی اور دینی مرکزوں سے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بھی تبلیغ و اشاعت حق کی سعادت میں حصہ لیں؟“

واضح دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین :-



ان کی عمر اس وقت ۱۱ سال تھی۔ انہوں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور نظم جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو خدا کے سامنے چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے خوش الحانی سے سنائی تھی۔

میں جب ساندھن میں تھا تو انہوں نے مجھے خود بتایا کہ میں اس وقت بہت چھوٹی عمر کا تھا۔ لاڈ اسپیکر کا انتظام ان دنوں نہیں تھا۔ حضور نے مجھے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے مینر کے اوپر کھڑا کر دیا تاکہ میری آواز زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچ سکے۔

حضرت مصلح موعود کی قیادت میں اس سارے علاقے میں مجاہدین احمدیت نے جس رنگ میں کام کیا اگر مٹوئی لوگ حضور کے اس کام میں روک نہ بنتے تو آج اس سارے علاقے کا نقشہ ہی اور ہوتا اور ساندھن فتح پور تک بستانہ رائے بہا اور اردگرد کے دیگر موانعت میں اس مسیحی نفس انسان کی کوششوں کی بدولت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے اور آپ کے نام لیوا سینکڑوں کی تعداد میں نہیں بلکہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ہوتے لیکن بُرا ہوا مولویوں کا کہنا انہوں نے خود کام کیا اور نہ ہی دوسروں کو آگے بڑھ کر کام کرنے دیا۔

انہی دنوں جب ایک مکانہ دوست اشدھ ہونے کے لئے تیار ہوئے اور ہمارے مجاہدین نے ان کو اسلام کی خوبیاں بتانے سے سمجھا یا کہ اشدھ ہونے میں نہیں کیا لاجھ اور خاکہ ہے تو اس نے حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ شذھی کا مسئلہ تو خود غیر احمدی مولویوں نے شروع کر رکھا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ قادیانی تو آریوں سے بھی بُرے ہیں۔ اس لئے قادیانی ہونے کی بجائے بہتر ہے کہ تم آریہ ہو جاؤ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان مولویوں نے بلکہ جگہ جماعت احمدیہ کے خلاف فساد برپا کیا اور قسما قسم کے جھوٹے اتہامات ظہری عقائد کے بارہ میں ہمارے مجاہدین کرام پر لگائے اور ان کے خلاف لوگوں کو اکسایا۔ اور اس طرح ارتداد میں ان کے مُرد و معاون ہوئے۔

پھر بھی ارتداد کی اس تحریک پر جماعت احمدیہ نے اپنے امام ہمام کی

زندگی کے افراد سے تعلق قائم کیا تحریر سے بھی تقریر سے بھی نظم سے بھی اور نشر سے بھی لوگوں کو فیوض پہنچائے ۲۲۵ کے قریب کتب تصنیف فرمائیں اور بیانگ دہل اعلان فرمایا :-
” آج میں دعوے کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے نہیں ۳۰۔ ۳۵ سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دُنیا کا کوئی فلاسفر دُنیا کا کوئی یوفیئر دُنیا کا کوئی ایم لے۔ خواہ وہ ولایت کا یا س شدہ ہی کیوں نہ ہو اور وہ کسی علم کا جاننے والا ہو خواہ وہ فلسفہ کا ماہر ہو خواہ وہ دُنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے آکر قرآن کریم اور اسلام پر اعتراض کرے تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناخفہ بندہ کو سکتا ہوں۔ دُنیا کا کوئی علم نہیں جس کے منطبق خدا نے مجھے معلومات نہ بخشی ہوں۔“

(الغضلی فروری ۱۹۵۸ء)
لیکن کسی کو دم مارنے کی ہمت نہ ہوئی اپنے بے گمان حیران و ششدر رہ گئے۔ آپ کی روحانی قیادت میں جماعت نے اتنی ترقی کی کہ آج جماعت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اپنی زندگی میں ہی آپ نے زمین کے کناروں تک شہرت حاصل کر لی ایک موقعہ پر آپ فرماتے ہیں کہ میرے ذریعہ سے لاکھوں لوگ اسلام پر قائم ہوئے اور مامور زمانہ کی پلٹ کوئی پوری طرح صادق آگئی۔ آج خلافت احمدیہ کا بابرکت روحانی نظام ہم میں جاری و ساری ہے اور دن رات تبلیغ اسلام کے مبارک کام سرانجام دیتے جا رہے ہیں۔

دلت کے اس خدائی پر رحمت خدا کرے

قومی اور قلمی مسائل میں جہاں اکثر ماہرین سیاست بھی الجھ کر رہ گئے تھے اپنی قائدانہ صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر مسلمانوں کو ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا۔
آپ کے دور میں کئی ممالک میں اخبارات و جرائد کا اجراء ہوا اور انتخاب خلافت سے لے کر تا وفات کوئی سال ایسا نہیں گزرا جس میں نمایاں طور پر خدمت نہ کی ہو اور نئے سنگ میل نصب نہ کئے ہوں۔

۱۹۳۲ء میں تحریک جدید کا آغاز کیا جس کے ذریعہ بیرونی ممالک میں مشن قائم ہوئے اور بیرونی دُنیا کی اقوام نور اسلام سے منور ہونے لگیں۔ تحریک جدید بھی عالمگیر دائمی تحریک ہے اس کے ذریعہ آج تک دُنیا کی اقوام آپ کے فیض سے سرکتیں پار ہی ہے اور رہتی دُنیا تک پائی جائیں گی۔

تقسیم ملک کے وقت آپ نے دائمی مرکز ربوہ کا قیام فرمایا جہاں سے دن رات نور ہدایت کی شمعیں چھوٹ رہی ہیں اور مردہ روتوں کو حیات جاودانی کا پانی نئی زندگی عطا کر رہا ہے۔

الغرض آپ مخلوق خدا کی محبت میں بے چین ہو کر ساری دُنیا کی بہبودی میں دیوانہ وار لگے رہے تارک راتوں میں آپ نے ان کے لئے دعا میں کیں۔ اور زندگی کا ہر لمحہ خدمت دین کے لئے صرف کیا آپ نے جماعت کی تربیت اس رنگ میں کی کہ اس کی زبیر ملنا محال ہے آپ نے ایک کامیاب جرنیل کی زندگی گزاری ہے۔ جس میں ہر صفحہ

میرے ذریعہ سے لاکھوں لوگ اسلام پر قائم ہوئے اور مامور زمانہ کی پلٹ کوئی پوری طرح صادق آگئی۔ آج خلافت احمدیہ کا بابرکت روحانی نظام ہم میں جاری و ساری ہے اور دن رات تبلیغ اسلام کے مبارک کام سرانجام دیتے جا رہے ہیں۔

For kind attention of Ahmadi Scientists :-

احمدی سائنسدان متوجہ ہوں!

صد سالہ تجربی و مرکزی نمائش کمیٹی کو سائنس کے شعبہ (science section) کے لئے ہندوستان کے احمدی سائنس دانوں کے ہمہ ادیبہ جات اور مندرجہ ذیل کوائف مطلوب ہیں۔ مہربانی فرمائیے اور لین فرسٹ میں جو بی کمیٹی قادیان کو یہ معلومات فراہم کر کے عنون فرمائیں۔

- 1- Name
- 2- Address Present Permanent
- 3- Qualification
- 4- Experience
- 5- Present Designation/ Position
- 6- Field Area of Research
- 7- List of Publications/ Articles/ Papers of Research Works
- 8- Summary/ List of each Work
- 9- List of Awards/ Honourary Degrees/ other Honours
- 10- Copies of some important/ outstanding citations ETC.
- 11- Extra curricular activities/ Hobbies/ Religious activities ETC.

ذرا غور فرمائیے و صدر جو بی کمیٹی قادیان

افضل الذکر لا اله الا الله

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مخانب:- ماڈرن شو کمپنی ۵/۴/۳۱/۵ پور پور روڈ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.

3175/6 LOWER CHITPUR ROAD

PHONE:- {275475} CALCUTTA-700073
RESI:- {273903}

الْخَيْرُ كُلُّهُ فِي الْقُرْآنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔
(ابا حضرت سید مرعوثی)

THE JANTA PHONE-279203

CARD BOARD BOX MFG. CO
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS
15-PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072

حائس پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر کہ کریاں رہا جس حاجت رکے سامنے

راچوری الیکٹریکلز (ایلیکٹریکل کنٹریبیٹرز)

RAICHURI ELECTRICALS.

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE, SOCIETY

PLOT NO. 6. GROUND FLOOR,

OLD CHAKALA. OPP. CIGARETTE HOUSE
ANDHERI (EAST)

PHONE (OFFICE) {6348179} BOMBAY-400099
{RESI}:- {629389}

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
حوالہ:-

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور
خریدنے کے لئے تشریف لائیں۔

الروف جوبلز

۱۱، نیشنل کلاخہ مارکیٹ، حیدری شمالی ناظم آباد کراچی۔ فون نمبر ۷۱۷۰۹۶

کے اندر جس قدر اوصاف پائے جاتے
چاہیں وہ سارے کے سارے اپنی
یادری شان اور عظمت کے ساتھ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے
جاتے تھے۔ آپ کے اندر شجاعت
بھی پائی جاتی تھی، سخاوت بھی پائی
جاتی تھی، احسان بھی پایا جاتا تھا،
مناذرت بھی پائی جاتی تھی، تحمل بھی
پایا جاتا تھا، رحم بھی پایا جاتا تھا،
علم بھی پایا جاتا تھا، ایشیا بھی پایا
جاتا تھا، ایشیا بھی پایا جاتا تھا، دین
بھی پائی جاتی تھی، اخوت بھی پائی
تھی، تواضع بھی پائی جاتی تھی، غیرت
بھی پائی جاتی تھی، شکر بھی پایا
جاتا تھا، استقلال بھی پایا جاتا
تھا، وقار بھی پایا جاتا تھا، ہجرت
انسان کی خیر خواہی بھی پائی جاتی
تھی، بلند ہمتی بھی پائی جاتی تھی،

اہلبیت پر صلوات اللہ علیہم اجمعین

وفات اور تدفین

قادیان ۱۷ فروری۔ آج یہاں بعد نماز جمعہ شہزادہ سلیم صاحب علیہ السلام صاحب
صلوات اللہ علیہ صاحب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی اور عوامی جنازہ جمعہ صبح ۱۰ بجے
مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون
مرحوم شہزادہ سلیم صاحب جو ایا صاحب چنیوٹی مرحوم کی بیٹی تھیں۔ آپ کی شادی
۱۹۵۷ء میں ہوئی اور اسی سال وصیت کے بارگت نظام میں منسلک ہونے کی
سہادت بھی ملی۔ آپ صوم و صلوات کی پابند قرآن مجید کی تفسیر تلامذت کرنے
والی، مہمان نواز، عزیز پرور اور نیک و مخلص فاتح تھیں۔ وقتاً فوقتاً لہجہ
امام اللہ بریلوور کے مختلف جہدوں پر فائز رہ کر آپ کو خدمت دین کی توفیق بھی ملی۔
عرصہ تقریباً چھ سال قبل اپنے ایک بھائی کی وفات کی اندوہناک خبر سے آپ کے
ذہن و دراعصاب پر شدید اثر عمل ہوا اور تب سے اب تک مسلسل کئی سال بستر کی
عیف رہ کر پندرہ سال مورخہ میں ان کو رات دن بیچ کر میں منٹ پر آپ دماغی اجل کو لیکر کہ
کر لینے والا کے حضور حاضر ہو گئیں۔ آپ کا تہمت آپ کے بڑے بیٹے محرم محمد عرفان اللہ صاحب
بنگلور سے بذریعہ طیارہ اور تہمت اور وہاں سے بذریعہ کارگل شام کو قادیان لے کر آئے۔ آج بعد نماز
جمعہ جنازہ گاہ حضرت شیخ موعود علیہ السلام میں محرم شیخ عبدالحمید صاحب عازم مقام امیر مقامی تھے
مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی جکے بعد آپ کو شہیہ مقبرہ کے قطعہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ تدفین بھی
جو تہمت محرم قادیان امیر صاحب مقامی نے ہی اجتماعی دعا بھی کروائی۔
مرحوم نے اپنے چھ بچے سات بیٹیاں اور بیٹے اپنے یادگار چھوڑے ہیں۔ ان میں سے ایک داماد
محرم عبدالرشید صاحب جماعت احمدیہ نارنگی لندن کے صدر ہیں۔ تاریخ سے مرحوم کا مغفرت و بندگی
درجات اور پیمانہ گناہ کو صبر عظیم عطا ہونے کے لئے دعائیہ درخواست ہے۔ (ادارہ)

تمام قبضوں کا سہ ماہی ہے!
(مفوضات جلد ہفتم)

AUTOWINGS.

13-SANTHOME HIGH ROAD

MADRAS.

600004

PHONE { 76360
74350

آٹو ونگس

يَنْصُرِكَ رَبَّكَ نُوحِيْهِ اِلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ { تیری مدد وہ لوگ کریں گے }
 { جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }
 (الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیش کردہ { کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرز بسٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۱۰۰ (اڈیسہ)
 پروپرائیٹرز۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر۔ 294

”بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے“

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GHULAM HADI & BROTHERS, READYMADE GARMENTS DEALERS
 CHANDAN BAZAR, BHADRAK, Distt:- BALASORE (ORISSA)

فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے { ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس، گڈ لک الیکٹرانکس،
 کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر) انڈسٹریل روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ڈے وی۔ اوشا پنکھوٹے اللہ سائے میں سے کیلئے لکھنؤ

ہر ایک سی کی جبر تقویٰ سے! (کئی نونہ)

پیشکش۔ ROYAL AGENCY
 PRINTERS, BOOKSELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS.
 CANNANORE - 670001, PHONE NO. 4498.
 HEAD OFFICE - P.O. PAYANGADI - 670303. (KERALA)
 PHONE NO. 12.

پندرہویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے! (حضرت خلیفہ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے)

Traders,
 WHOLESALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS.
 SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD-500002.
 PHONE NO. 522860.

”قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔“ (ملفوظات جلد ہفتم ص ۳۱)

الائیڈ گلوپروڈکشنز
 بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے (پتہ)
 نمبر ۲۲/۲۲/۲۲ عقب کاجی گورہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد ۲۲ (انڈیا پوسٹ)
 (فون نمبر۔ ۲۲۹۱۶)

”وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔“ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۸)

MIR®
 CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں۔ آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربرٹھیٹ، ہوائی چمپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

The Weekly Badr QADIAN 143516

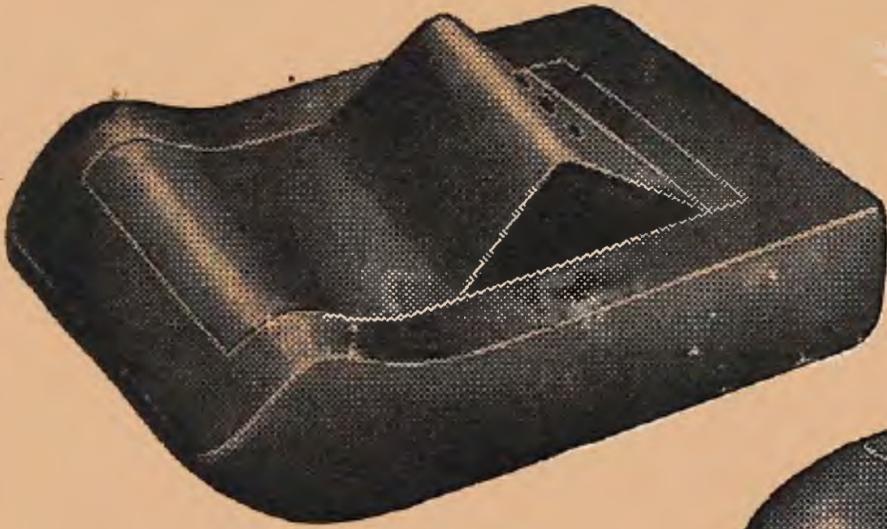
14th FEBRUARY 1988

MUSLEH-E-MAUOOD NUMBER

PRICE Rs. 2-00

BANI[®]

مُوٹر گارٹیوں کے پُرزہ جات



ESTABLISHED 1956

AUTOMOTIVE RUBBER CO.

AUTOMOTIVE PARTS MANUFACTURERS

HEAD OFFICE : **BANI HOUSE** 56 TOPSIA ROAD (SOUTH)

CALCUTTA 700 046 PHONE : 43-5206 43-5137

CITY SHOWROOM 5 SOOTERKIN STREET CALCUTTA 700072 PHONE : 27-2185 CABLE : **AUTOMOTIVE**

دُعاؤں کے محتاج : ظفر احمد بانی، مظہر احمد بانی، ناصر احمد بانی و محمود احمد بانی
پسران میاں محمد یوسف صاحب بانی مرحوم و منفور